

عنان سبز



میرزا گل خان

Prepared by: S.Sohail Hussain

۶۶-م-ب
mky

عالمی

مقرر دوم

مقرر دوم

سابلوئیٹ آگر

منظر کلیم اے

جمال پبلشرز۔ بوٹھ گلیٹ ملتان

ہذا ساریت کی تاریخ میں لکیر گیا تھا
 "خداوند کیسٹو، عمران ایک خوشی، جو تاک سار، ریسل پڑا نو لاند و گرویلٹ
 کے بعد غمزم ایم اسے پیلو لاند کا ایک لاند کا، لپسپا اور لاند کا لاند

زہر بلا عمران

ایسی دہشت انگیز جی کو لیکر کے آتے ہیں عمران پر لوند عار کا پھوٹا ہے۔
 ایک ایسی کانی جس کا آغاز ہزاروں سال قبل ہوا تھا۔ جسکی انجام عمران کی بھائی پر
 ہوا ضرور سے بے چین اپنے غم کو پکار رہی تھی۔
 راجس جو کمرانی کا لایا اور اسکا کالج تھا، زہر پیتے پر مجبور ہو گیا اور پھر اس نے
 سات ہزار سال کے بعد دوسرا جنم لیا۔
 معری عجیبوں نے سات ہزار سال پہلے راجس کے دوسرے جنم کے متعلق بتا دیا تھا
 اور ان کے بتائے ہوئے آثار سے عمران پر لوندے آکر رہ گئے۔
 ان کے بہت سے شکار ہوئے تھے لیکن راجس کی لاش کے لئے یہ تاب ہے۔
 کیا عمران —؟

غیر برتری — نو کتابت و طباعت — قیمت: ۵۰ روپے

جمال پبلشرز۔ بوٹھریٹ لٹن



بیک زہر آج کل بے حد معروف
 تھا کیونکہ عمران دار حکومت سے باہر تھا
 اور دار حکومت میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔
 وزارت خارجہ کی اہم ترین ٹائل چوری
 ہو چکی تھی اور مجرموں کا ابھی تک کوئی
 پتہ نہیں تھا۔ اعلیٰ سرکاری سطحوں میں
 کللی ٹی ہوئی تھی سر سلطان اور سر
 رحمان کے کمر پر زہر پڑٹ تک ہے
 چین تھے تمام محکموں کی امیدیں ایکسٹو

اٹھایا۔

ایک سو۔

بیک زبرد کی محض آواز ڈھائیں گری۔

میں صفر بول رہا ہوں جناب۔

صفر کی آواز آئی۔

کیا بات ہے؟

جناب جہاں تک میں نے غور کیا ہے مجھے دفتر کا ایک آدمی شکوک

نظر آتا ہے۔

کون؟

سر دیکھو وہ آفیسر مسر مقرر محو۔

جس کی بات شکوک معلوم ہوتی ہے۔

سوراج پانچ نام کے دوران ایک غیر ملکی اس سے ملنے آیا میں نے

نوٹ کیا کہ اس کی آمد سے مسر مقرر محو دیکھ بے چین سے ہو گئے۔ ابھرنے

فرق چاروں طرف اس افاز سے دیکھا جیسے معلوم کر رہے ہوں کہ کوئی ان کی

طرف توجہ نہیں میں کھٹک گیا چنانچہ میں ان کی طرف پوری طرح متوجہ

ہو گیا۔ مسر مقرر محو اسے کرگشت بال کے ایک کونے میں چلے گئے

اور پھر ان دونوں نے آہستہ آہستہ باتیں کرنا شروع کر دیں میں اٹھ کر باہر

پرگھڑی تھیں۔ ایک سو نے بھی وعدہ کیا ہوا تھا۔ مگر ایک مکہ سران پر

گشت کر رہا تھا جو ہو سکتا ہے غلط بھی ثابت ہو بلکہ زبرد نے اپنے

ماتحت ٹھہریں پھیل دینے تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان کی رپورٹیں اس تک پہنچ

رہی تھیں۔ ابھی تک کوئی تاثر نہ کر پورٹ اس تک نہیں آئی تھی جیسے وہ بتا

یا کہ کوئی لائن آف ایکشن بناتا۔ اس وقت بھی وہ ٹیلیفون کے پاس بیٹھا انتظار

ہے جیسا کہ صفر کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ صفر کو اس سے دلارت معلوم

کے دفتر میں سر سلطان سے کہہ کر بھرتی کر دیا تھا کیوں کہ اس کا خیال تھا غافل

کی حفاظت کا زبرد سے سائنٹک انتظام کیا گیا تھا لیکن مجرم برائے انتظام کا توڑ

اپنے ساتھ لے کر آئے تھے وہ توان کی بدست قہر کہ وہ ملکہ بازی میں آخری

میں سے مار کھائے کس کو بتہ بھی نہ چلا اور مجرم ٹالنے لگے کہ چلتے بنے۔ اس

کا مطلب تھا کہ اس غافل کے انتظامات کا زبرد دفتر خارجہ سے ہی مشا ہوا

تھا۔ اس کی حد میں لیکن ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دفتر کا کوئی نظام نہیں

کا ساتھ ہے یا مجرم کو دفتر کے کسی نظام کا تعاون حاصل ہے اس چیز کا

پتہ چلانے کے لئے اس نے سر سلطان سے کہہ کر صفر کو وزارت خارجہ کے

دفتر میں سیکرٹری آفیسر بھرتی کر دیا تھا۔ صفر کی ذہانت سے اسے

امید تھی کہ وہ بہت جلد یہ معلوم کرے گا کہ یہ صور حال ہے۔

ابھانگ فن کی گھنٹی زبرد سے بکی بلیک زبرد نے چند لمحوں کے بعد

برآمدے میں آگیا تاکہ جب وہ غیر ملکی گڈر سے توپیں اس غیر ملکی کا چہرہ بغور
دیکھ سکوں۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ غیر ملکی گیسٹ ہال سے باہر نکلا وہ
جب میرے پاس سے گزرا تو میں نے نوٹ کیا جیسے وہ ٹیک اپ
میں ہے یہ ٹیک اپ ہے کہ اس کا ٹیک اپ بہترین تھا لیکن میری نگاہوں سے
وہ چھپا نہ رہ سکا وہ ڈاکٹر آڈر تھا وہ گیسٹ سے باہر چلا گیا چلی کریں
ڈیوٹی ٹیر تھا اس لئے بغیر اجازت دفتر سے باہر نہ جاسکتا تھا۔ مدد نہیں کم
کم اس کی کار کے بغیر ضرور نوٹ کر لیتا باقی ٹائم میں مسٹر منظر محمود کو
چیک کرتا رہا۔ سیمٹ سے نوٹ کیا کہ وہ کچھ بے چین ہے میں سے ہی۔ وہ اپنی بے
چینی اور پریشانی کو دبائے کے لئے بہت کوشش کر رہے تھے لیکن وہ
ایسا کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہو رہے تھے آئس ٹائم ختم ہوتے
ہی وہ فوراً دفتر سے باہر نکل دیتے ہیں نے ان کا تعاقب کیا ہے تو وہ
سیدھے اپنی کوٹھی واقع ۲۲ کرسینٹ روڈ پر گئے آدھا گھنٹہ وہاں گزارنے
کے بعد ان کی کار باہر نکلی اور پھر دیال سے وہ سیدھے ہوٹل خیام میں
ہنسیچے۔ اس وقت وہ ہال میں موجود ہیں اور میں ہوٹل سے باہر ایک ہنگ
بوٹھے آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔

ویرنگ لڈ

صفیقہ میری اسیدیل پر پورے آ رہے۔

تمہاری رپورٹ بہت اچھی ہے تم نے آئس ٹیک اپ میں داخل کیا تھا۔

جی ہاں جابہ۔ صفور سے جواب دیا۔

تو اب کر دیکھ اپ اتار کے ہال میں جاؤ اور منظر محمود کی نگرانی کرو۔

میرا خیال ہے کہ مسٹر منظر محمود وہاں ٹاکٹر آڈر کے انتظار میں گئے ہیں میں
تو یہ کہیں وہیں بھیج دیتا ہوں جو تم سے الگ ہو کر اس غیر ملکی کا تعاقب کرے
گا اب تم رپورٹ دین ٹرانسپیرر پمپجے دینا۔

اوعدنا نیکال۔ ٹیک دیتے یہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

صفور نے واقعی اچھا رپورٹ دی تھی کم انکم کوئی لائن آت دی ایکشن بننے
کی صورت تو نظر آتی۔

چٹے ٹھہر کر اس نے جوبائے بنڑوائے گئے۔

دوسری طرف سے جوبائے فوراً کرسور داخل کیا۔

ارٹ اور جوبائے میر جوبائی کی آمد آتی۔

ایکسٹو۔ بلیک زیرو نے کہا۔

لیس مز۔

جوبائے تو میری ڈیوٹی فوراً ہوٹل خیام میں نکلا وہاں صفور موجود ہے وہ

ایک شخص کا تعاقب کرتا ہوا وہاں گیا ہے۔ اس شخص نے ایک غیر ملکی وہاں

ملنے کے لئے آئے گا تو میر کو اس کی نگرانی کرنی ہوگی اور غالباً ڈاکٹر

اگر کی دپورٹ مجھے پانچ ٹرانسپورٹ پر دی ہوگی۔ وہ صفدر سے دہلاؤ نشان
علامہ نہیں کرے گا۔ صفدر اسے اشارے سے مطلوبہ چیز کی تبادیلے گا۔
اگلے سر۔

اور اپنے مثال بیک زیر دے ریور رکھ دیا۔
اس کا پر گرام تھا کہ وہ خود بھی پٹرل خیا پیچھے اور صورتحال کا اندازہ کرے
اس لئے اس نے دپورٹ واپس ٹرانسپورٹ پر دینے کا حکم دیا تھا وہ سر پر
ہیٹ رکھ کر دانش منزل سے باہر گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار پٹرول
خیام کی طرف بھل گئی۔



عراق میں تشکیل اور جڑت دیا کے
ساتھ اٹھ کر کب سے باہر آگئے اند
پھر وہ چاروں پلے ہوئے ایک اور
پھوٹے سے کرے میں پلے گئے دوپانے
دہان جا کر ایک کونے میں عین بارخص
طرز سے دیوار کھٹکائی تو کمرے کا
فرش ایسا کونے سے مٹ گیا حمان نے
آنکھیں جھپکائیں اسے تنبیہ میکنم کا یہ
طرز بہت پسند آیا تھا۔

ملک کی نہاد و بے غدر با لوفوشی کی
کی فٹ تحریر، ایک حقیقت جن کے
آپ اپنے دل میں محسوس کریں گے!

• ایک اور اور معصوم لڑکی پاکستان جو ذات
پات کی سلیب پر چڑھا دی گئی۔
• سید معصومیت اور ناک ایک ایسی کہانی جس میں ہیں
اور قومی • تو ان کی دینے حقیقت کی روشنی میں، انہوں
کے دوش سے جہت کی جہت تک اور جہاں کے بہرے دہان کی میرا کہ ہم
گماز اور شہر و شہلوں کے سفر کے کہانے بہ قیت ۳۳۱۱

آؤ ہم برے ساتھ۔ دھپانے نیچے بنی ہوئی میز چیلوں پر قدم رکھتے ہوئے آئے ہمارے۔

۱۔ وہ دہائیوں اس کے ہاتھ چل پڑے دس بارہ سیڑھیاں گزرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک بہت بڑی میز پڑی ہوئی تھی۔ اس کے گرد کافی ساری کرسیاں رکھی ہوئی تھیں یہ کوئی بینک روم معلوم ہوتا تھا۔ وہ چاروں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

اچھا میز جگہ میں آپ کا کٹ لیتا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ پائے میز کی دھڑکھولی اور ایک چھوٹا سا فریڈنگال کرسیز رکھ دیا تو کوئی پشت اور تھی اس آدمی کو گرفتار کر لیا ہے۔

اس کا ہمارا منہ

کیٹین شکیل نے پوچھا۔

اس کا سادہ آدھ آپ کو ایڈوائس مل جائے گا۔ میرے خیال میں چاروں بڑا کافی ہیں۔

ٹھیک ہے۔

کیٹین شکیل نے کہا۔

اور دہائے وہ نوٹ کیٹین شکیل کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور غور سے کیٹین شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

کیٹین شکیل نے وہ نوٹ دیکھا۔ وہ نوٹ عمران کا تھا۔ کیٹین نوٹ دیکھ کر اس کے جہرے پر کوئی تاثر پیدا نہیں ہوا۔ اس نے پورا ہی سے نوٹ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران اپنا نوٹ دیکھ کر ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن پھر لا پرواہ بن گیا۔ جوڑت نے بھی ایک جھٹک عمران کے نوٹ کی دیکھی۔ لیکن وہ چپ بیٹھا رہا۔

آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔

دھپانے نے عمران کو چونکتا دیکھ لیا تھا عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

جی جی۔

ہاں یہ میرے ساتھ کچن میں گولیاں کھیل چکا ہے۔

عمران دوبارہ اپنی عادت پر آگیا۔

کیا مطلب؟

اس بار روپا چوک پڑا۔

مطلب۔ مطلب سنا ہے۔

عمران نے اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ اسے فوراً

اس میں ہو گیا کہ اس وقت پوزیشن نازک ہے روپا کو مشکوک ہونے

رہ گیا۔ جوڑت سے غالی بوتل کو فرش پر پھینکے ہوئے کوٹ کی جیب سے دوسری بوتل نکالی اور چند منٹ بعد اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی بوتل کا ہو چکا تھا۔ دپا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ رہی تھیں۔ آپ بہت شراب پیتے ہیں۔

اس سے جوڑت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

اس کی بات چھوڑو، یہ سارا دن شراب ہی پیتا رہتا ہے عمران نے کہا۔ دپا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کیشن شکیل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

مسٹر جگر یہ شخص ہمارے لئے مدت سے دیال جان بنا ہوا ہے انتہائی حسرت اور چالاک آدمی ہے، کسی صورت میں تاؤ نہیں آتا۔ اگر آپ اسے ذبحہ گرفتار کر کے دیں تو میں آپ کو آپ کے شایان شان کام دے سکوں گا یہ میرا فیصلہ ہے۔

کیوں نہ اسے گولی مار دی جائے۔

کیشن شکیل نے دوبارہ کہا،

میں میں اسے کسکاسکا کے مارنا چاہتا ہوں۔

دپا نے کہا،

او۔ کے۔ مسٹر دپا، میرے خیال میں ہم کل اسے زندہ گرفتار کر کے آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔

کا کوئی موقع نہیں دینا چاہیے۔

لیکن دپا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا،

مسٹر جگر کا مطلب ہے کہ وہ اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کون ہے یہ۔

دپا نے اشتیاق سے سوال کیا۔

مسٹر جگر اس کا نام علی عمران ہے اور یہ ڈائریکٹر جنرل سرحد کا بشپ ہے اور کبھی کبھی پولیس کے لئے کام کرتا ہے۔

شکیل نے جواب دیا،

بہت خراب بہت خراب۔ میں آپ کی معلومات کی واردیتا ہوں۔ میں نے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

اسے کیا کرنا ہے کیا گولی مارنی ہے کیشن شکیل نے ایسے لمحے میں پوچھا جیسے کسی کھلی کو پرستے پکھلا ہو۔

جوڑت کو کیشن شکیل کا رویہ ایک بار پھر ناگوار گذرایا لیکن وہ خون کے گھونٹ پی کر چپکا ہو رہا۔ اس نے فنی کم کرنے کے لئے براؤنٹی کی بڑی بوتل نکالی اور لاؤک اٹا کر اسے منہ سے لگایا اور اس وقت چھوڑا

جب وہ پوری طرح غالی ہو گیا اسے کافی دیر سے طلب محسوس ہو رہی تھی دپا اس کی طرف متوجہ ہو گیا وہ جوڑت کو شراب پیتا دیکھ کر جڑا

کیپٹن شکیل نے دہپا سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس کام کو آسان نہ سمجھیے۔ دہپا نے کیپٹن شکیل سے کہا۔
آپ پھر میری توہین کر رہے ہیں یہ کیا چیز ہے آپ کہیں تو میں معاف
معاذ سے پر صدور کو بھی گرفتار کر کے لاسکتا ہوں۔ کیپٹن شکیل نے نخوت
سے کہا۔

اوسے۔ مجھے خوشی ہوگی۔ دہپا نے کہا اور پھر دہپا نے کھول کر نوٹوں کا
نکال کر کیپٹن شکیل کے حوالے کر دی۔

کیپٹن شکیل نے لاپرواہی سے وہ گزری اٹھا کر اور کوٹ کی جیب میں ڈال
آپ کے لئے کچھ منگواؤں۔ دہپا نے پوچھا۔

بہنیں آپ ہمیں اجازت دیں، ہمیں ابھی اسے تلاش ہی کرتا ہے۔
اوسے دیش یو گنڈنک فریڈین۔

دہپا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اوردہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے تہہ نالے سے باہر نکل کر وہ اس کمرے
میں آئے اور ایک لمبا لمبا دروازے سے گزرتے ہوئے کیپٹن کے مین گیٹ
باہر گئے۔



فیاض نے کار دفتر کے آگے دوڑی
اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا سرور حمان کے
دفتر کی طرف چل دیا سرور حمان اس کے
انتظار میں ہی تھے۔ فیاض نے ہی چیئر پر گئے
فیاض کی آمد کی اطلاع دی اہل نے
فوراً اندر بلا لیا فیاض نے صوفے پر کیا
کہ سرور حمان کا موڈ بڑی طرح آس رہا ہے
اہل نے فیاض کو بیٹھے کہا اشارہ کیا
فیاض کی کرسی پر بیٹھ گیا۔
سرور حمان زیر مطالعہ ناول سید کر کے



میر کی دلازمین دکنی اور فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ کیا حرکت تھی؟

جناب مجھے شک تھا کہ انہوں نے مجھ پر گولی چلائی تھی۔

تہہ دارا دماغ خراب۔ بھلا سر دانا۔ بیسے معزز آدمی کو کیا ضرورت

کہ تم پر گولیاں چلاتا ہو۔

فیاض کیا جواب دیتا۔ خاموش ہو رہا۔

فائرنگ کیس کا کیا بنا۔ میں نے تمہیں ایک ہفتے کا وقفہ دیا تھا میرے

خیال میں آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔

سردھان نے پوچھا۔

سور میں اپنی فوجی گشت کر رہا ہوں۔

فیاض نے آہستہ سے کہا۔

فیاض دیکھو تہہ دار سستی یا کم عقلی کی وجہ سے میرا فکر بدنام ہو

رہا ہے۔ بہت کم کیس ہم نے حل کئے ہیں میں نے تمہیں ایک ہفتے کا وقفہ

اس لئے دیا تھا تا کہ تم ایک ہفتہ کے اندر کیس حل کر لو۔ کیوں کہ مجھے شک

تھا کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر کیس حل نہ ہوا تو وہ وزارت خارجہ کی رپورٹ

سروس میں چلا جائے گا اور وہی ہوا لیکن میں نے بڑی مشکل سے ایک ہفتہ

کی اور بہت لی ہے اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس دوسرے ہفتے میں کیس

کرتے ہو۔ یہ سوچ لو کہ اگر اس ہفتہ کیس حل نہ ہوا تو میں استعفیٰ دے دوں

گلا اور سیکرٹ ساتھ تمہیں بھی استعفیٰ دینا پڑے گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے چاہے

کچھ کر دیجے ایک ہفتے کے اندر اندر مجرم پانچیں۔

بہتر جناب۔

فیاض نے آہستہ آواز میں کہا۔

اب جا سکتے ہو۔ سردھان نے ایک اور خالی ٹرے سے نکالتے

ہوئے کہا۔

اور فیاض سیڑی کے دتر سے باہر گیا۔ اس سے کار کار و دادا کھولا

اور پھر کار کا رخ عمران کے ٹیٹ کی طرف ہو گیا۔

عمران اپنے ٹیٹ میں نہیں تھا۔ فیاض کا موٹر بڑی طرف آت تھا۔

اس کی بجائے میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ آج کیا کرے آج کل عمران بھی غیر

عاطف تھا وہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اب کہاں جائے اس کی کار اور ادھر ادھر منتقل

سڑکوں پر پکڑائی چھوڑی تھی۔ اور وہ کیس کی گتیاں سلجھانے میں مصروف تھا۔

اسے معلوم نہیں تھا کہ ایک سبزرنگ کی کار دتر سے برابر اس کا تعاقب

کر رہی ہے اچانک فیاض کی کار کا رخ ساحل سمندر کی طرف ہو گیا شاید

وہ فوجی کیسوں کے لئے ساحل سمندر پر کچھ تفریح کرنا چاہتا تھا ساحل سمندر

کی طرف جاتے ہی یہ شرک عموماً سسٹان دیتی تھی۔ اچانک فیاض چپک

سیٹ پر بیٹھ گیا بیٹھنے سے پہلے ایک شخص نے فیاض کے ہوسٹر سے اس کا سر دیا اور نکال دیا۔

ایک دیوار والا اس کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرا فیاض کی کار کی طرف چل پڑا۔

آپ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ فیاض نے ساتھ داسے سے پوچھا۔
خاتون بیٹھ رہی تھی اس نے دھکی آئینہ لہجے میں کہا۔

اور فیاض خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

سبز کا تیزی سے چلی اب اس کا رخ شہر کی طرف تھا۔ فیاض نے مڑ کر دیکھا۔ اس کی کار بھی نیچے نیچے آ رہی تھی۔ مجرموں کا کوئی سہاقتی اسے چلا رہا تھا شہر کے قریب آ کر کار مار گئی۔ اور پھر ڈھائی گز سے کار کا دھڑا دھڑا

اور فیاض کو نیچے اترنے کے لئے کہا۔ فیاض جیسے ہی نیچے اترا ڈھائی گز سے اس کے دونوں ہاتھ اس سے نیچے بانڈ دیئے اور پھر ایک سیاہ پٹی اس کی

آنکھوں پر بانڈ دی گئی اسے دوبارہ کار میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ فیاض نے سوچا شاید شہر میں کسی سپاہی کی نظر اس پر پڑے اور پٹی بندھی دیکھ کر وہ کار

کا تعاقب کرے لیکن اسے معلوم نہیں ہوا کہ اب کار کی کھڑکیوں پر پردے کھینچ دیئے گئے تھے۔ کافی دیر بعد کار کی اور سر پر فیاض کو نیچے اتارا گیا دیا ٹو

کا دباؤ اب بھی اس کی پسلیوں پر موجود تھا۔ ایک شخص اس کا بازو پکڑنے

بڑا کیوں کر اسے نیچے سے ہارن کی آواز سنائی دی سبز رنگ کی کار اس کی کھڑکی کے بالکل نیچے تھی۔ اس نے اپنی گاڑی سائڈ پر رکھی۔ سبز رنگ کی کار

تیزی سے اس کی کار کو کوس کرتی ہوئی آگے نکل گئی تھی۔ اور پھر فیاض کی بڑی قوت سے بریک دبا کر بڑے درجے کی کینڈیٹ ناگزیر تھا کہ اس کے

جانی سبز رنگ کی کار ٹھیک پرترجمی ہو گئی تھی فیاض کے ذہن میں ایک لفظ ابھرا غصہ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی فیصلہ کرنا سبز رنگ کی

کار سے دو آدمی باغیوں میں دیوار دھکے بڑی تیزی سے اس کا ہاتھ کے قریب آئے اور پھر فیاض کی کار کی دونوں کھڑکیوں سے دیوار کی ٹائیں نظر

آئے گی۔

نیچے اتر۔ ایک آدمی کی بھاری جگر آواز آئی۔

یہ کیا حرکت ہے۔

فیاض اب تودے سے سنبھل گیا۔

صدی کر۔ نیچے اتر۔ دو گولی کسی سبز منڈٹ کا لیا غلط نہیں کرتی۔

یہ کہہ کر دیوار داسے نے کار کا دوبارہ بھٹکے سے کھول دیا۔ اب فیاض کے نیچے اترنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا وہ ہاتھ اور چپے کئے

نیچے اترا اور پھر وہ دونوں اسے گود کرتے ہوئے سبز رنگ کی کار کے قریب آئے اسے کار کا دوبارہ کھلا اور فیاض دیوار داسے کے ہاتھ کے نیچے سین پکھلی

اسے مختلف کردار سے پھرتا ہوا ایک مال کمرے میں لے گیا۔ وہاں جا کر اسے ایک سٹون سے باندھ دیا گیا اور پھر اس کی آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں جیسے ہی اس نے آنکھوں سے پٹیاں کھیں اس نے دیکھا کہ وہ ایک مال سے کمرے میں ہے۔ جس میں ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے باقی وہی لوگ تھے جو اسے لے آئے تھے۔

کرسی پر بیٹھا ہوا نقاب پوش اٹھ کھڑا ہوا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا اس کی آنکھیں نقاب کے اندر سے جھک رہی تھیں۔

تم سیرٹنٹ فیاض ہو۔

اس نے حرکت سے ہونے پوچھا۔

ہاں۔

فیاض نے مختصر سا جواب دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ لوگ اسے کیوں پکڑ گئے آئے ہیں اور کوئی ہیں۔ کیا یہی تارنگ کیس داغے ملازم ہیں۔

تم ملی عمران کو جانتے ہو۔

اس نقاب پوش نے دوسرا سوال کیا۔

اوشیا میں چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا اور پھر اس نے

اٹھات میں سر ہلایا۔

تم اس کا پتہ بتلا سکتے ہو؟ اب نقاب پوش کی آواز میں نرمی آ گئی تھی۔

یقیناً اس سے کیا کام ہے؟

فیاض نے پوچھا۔

اس سے تمہارا کوئی مطلب نہیں۔

اس کے جواب دیا۔

تو پھر میں اس کا پتہ نہیں بتا سکتا۔

دیکھو تم ضد نہ کرو۔ اس کا پتہ بتلا دو ورنہ میں سختی پر مجبور ہو جاؤں گا۔ نقاب پوش کی آواز اب بھی نرم تھی۔

جب تک تم اس سے کام نہیں بتلاؤ گے میں اس کا پتہ نہیں بتاؤں گا۔ فیاض کے لیے یہ سن سختی نمایاں تھی۔

ہیں اس سے ایک ضروری کام ہے ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں۔

وہ ضروری کام کیا ہے۔

یہ نہیں بتایا جاسکتا۔

تو پھر اس کا پتہ مجھے نہیں بتایا جاسکتا۔ فیاض نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ہوں۔

نقاب پوش کے لیے یہ سن غراہٹ و دیا رہ عود کر آئی۔ اس نے پاس کھڑے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سرسبز

تھے۔ وہ غما کر رہ گیا اب غار شمس شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اب اس کے سارے جسم میں کجلی سی شدت رہ گئی تھی۔ فیاض نے ہاتھ کھولنے کے لئے زور لگانا چاہا۔ لیکن ہاتھ مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے غارش بڑھتی جا رہی تھی۔ فیاض سخت تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کو پیٹے آگے پھر تکلیف نا قابل برداشت ہو گئی۔ اس کا سارا حلقہ سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گیا پھر تکلیف کی شدت سے اس کی ہتھ نکل گئی۔ سارے جسم میں شدید غارش ہو رہی تھی۔ اوردہ کھلانے سے مجبور تھا۔ پھر اس کے منہ سے نکلا یہ جھین نکلتی گئیں اوردہ پھلی کی طرح تڑپنے لگا غارش بڑھتی جائے گی میرے دوست۔

غتاب پوش نے اطمینان سے کہا۔

اوردہ فیاض کا دل چاہا کہ اس غتاب پوش کی گردن مر ڈرے۔ وہ تڑپ رہا تھا جیسے دہا تھا اوردہ لوگ اطمینان سے کمرے میں تماشہ دیکھ رہے تھے۔

بتانا ہوں بتانا ہوں۔ فیاض کی زبان سے آخر کار یہ جملہ بے اختیار نکل گیا۔

بتادو۔ غتاب پوش نے اطمینان سے کہا۔

پہلے یہ غارش ختم کرو۔

لئے اندہ داخل ہوا سرخ میں کوئی سرخ رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا۔

یہ دیکھو اس سیال کو عذ سے دیکھ لو اس کے جسم میں جانتے ہی تم سب کچھ صحیح صحیح بتا دو گے اس سے جو حشر قہار ہو گا۔ اس کا تم زندگی بھر تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ تم پہلے بتادو۔

تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو۔

فیاض نے مضبوط لہجے میں کہا۔

اوردہ۔

غتاب پوش نے کہا اوردہ پھر آگے بڑھ کر اس نے جھکے سے فیاض کی تھیں بازو سے چاڑھائی فیاض بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے مجبور تھا۔ وہ کسسا کر رہ گیا۔

غتاب پوش نے ایک لمحہ توقف کیا اوردہ پھر سرخ کی سوتلی فیاض کے بازو میں گھورت دی۔ سرخ رنگ کا سیال آہستہ آہستہ اس کے بازو میں جانے لگا۔ فیاض کو ایسے محسوس ہوا جیسے اسے خند آ رہی ہو اس کی پلکیں بولیں بہتے گئیں۔ اسے سکون سا محسوس ہونے لگا وہ حیران تھا کہ یہ کیسی سزا ہے غتاب پوش نے سوتلی باہر پکینے کی تھی۔ اوردہ بعد فیاض کو دیکھنے لگا۔ ایک سیکنڈ بعد فیاض میں کوئی محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے پر غارش ہو رہی ہے اس نے بے اختیار ہاتھ کھلنا چاہا لیکن ہاتھ بندھے ہوئے

جب تک تم سب کچھ نہیں بتلا دو گے یہ غارشیں تم نہیں ہو سکتی۔
لیکن میں مر رہا ہوں میری آواز نہیں نکلتی۔ فیاض نے چیخوں کے
درمیان کہا۔
کچھ بھی سو جب تک بتا دو گے نہیں یہ غارشیں بڑھتی جا ئے گی نتیجہ تم اچھی
طرح جانتے ہو۔

اودھر پھر مجبور ہو کر فیاض نے عمران کے نلیٹ کا پتہ بتلادیا۔
یہ تو ہم بھی جانتے ہیں یہ بتاؤ آج کل وہ کہاں ہے۔
نقاب پوش نے کہا۔
یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔
تو پھر سبکتو۔

نقاب پوش نے اطمینان سے کہا۔
میں بچہ بتا رہا ہوں میں آج کل اس کے شعلن کچھ نہیں جانتا مجھے خود اس
کی تلاش ہے۔
نہیں تم ابھی طرح اس کے شعلن جانتے ہو۔ نقاب پوش نے اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے کہا۔

میں بچہ کہہ رہا ہوں۔ فیاض نے کرب آمیز لہجے میں کہا اور نقاب پوش
کو اس کی آنکھوں میں سچائی کی جھلکیاں دکھائی دیں۔

اے کے، اس نے ساتھ دلے آدی کو اشارہ کیا وہ فوراً باہر چلا گیا اور
تھوڑی دیر بعد وہ اندر آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک گلاس تھا جس میں
زرد رنگ کا سیال تھا اس نے وہ گلاس فیاض کے منہ سے نکال دیا، فیاض
نے تڑپتے ہوئے وہ پی لیا جیسے وہ سیال فیاض کے منہ سے نیچے اترا
فیاض کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے جسم پر برت پڑی ہو۔ کنبلی بالکل غائب
ہو گئی۔ اور وہ بے دم سا ہو گیا۔

اسے کھولوا اور دم نریت میں بند کر دو۔ نقاب پوش نے ایک آدی سے کہا۔
اس کے شعلن کل بائیں کوئی فیصلہ کرے گا۔ اور خود کرے سے باہر چلا گیا۔

عذرا یا تو عروشی کے قلم سے
ایک یادگار اسلامی معاشرتی ماولے

دو دھڑکتے دھڑکتے دھڑکتے ایک امان پرور
کھاتے

جس کو آپ مددات فراموش نہ کر سکیں گے
سفید کاغذ — غولبوسٹ سڑوق — قیمت ۳۳ روپے

جمال پبلشرز - بوٹلر گیٹ ملتان

ہماری ہوتی اور اس پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ کار کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ
پوش ہاتھ میں نائل اعلیٰ اندر داخل ہو گیا۔ لمبا سا کاروبار پورا
کر کے وہ آخر کونے میں دانت کمرے کے سامنے جا کر رگ گیا دروازہ بند
تھا اس نے تین بار دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دروازہ
بے آواز طور پر کھل گیا کمرے کے وسط میں ایک میز موجود تھی جس کے
دو گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک پر ایک نقاب پوش
موجود تھا۔ اندر آنے والے سیاہ پوش نے ادب سے سلام کیا اور پھر بڑے
مؤدبانہ طریقے سے نائل پہلے سے موجود نقاب پوش کے سامنے دکھ دی
ئے آئے ہو۔

نقاب پوش کی گرجا آواز کر کے میں کو بجی۔

لیس سر، اس نے مؤدبانہ طور پر جواب دیا۔

میٹھو، نقاب پوش نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس
وقت اس کی آواز میں تھوڑے نرمی آگئی تھی۔

پھر نقاب پوش نے نائل پر گئی ہوئی مہر میں جیک کہیں سب مہر میں بدستور
موجود تھیں۔ اس نے ملہری سے وہ مہر میں توڑ دیں اور پھر نائل کا تیسرا کھول
کر نائل کھول دی۔ نائل میں موجود کاغذات کو دیکھ کر اس کی آنکھیں جھپک
اٹھیں وہ ملہری ملہری نائل کی دقت گردانی کرنے لگا ایک منٹ بعد اس نے



کونسی کے گیت پر جا کر ایک کار کی آواز
بہر کمرہ ہوا جیک پر کھینچا ہو گیا وہ تیز
سے چلتا ہوا دروازے کے نزدیک آیا اس
سے جگہ سے ایک نقاب پوش سا لڑکھا
کی سیٹ پر بیٹھ ہوئے بغیر گئے کہ
آگے اور پھر پیشین لورڈ سے ایک
نکال کر کے کمرے میں لگا دیا کار پر
گو گئے لائن بننا تھا جیک پر کھینچا
دیکھتے ہی ان میں ہونگا اس نے پک
کر کوئی ٹاگٹ کھولا اور کار تیزی سے

فال بند کرتے ہوئے اطمینان کی طویل سائنس لی۔

دیری دیر لکھ

نقاب پوش نے تمہیں آمیز لہجہ میں کہا اور فال لے آئے آئے داسے
پوش کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا
باقی ساتھی کہاں ہیں۔

نقاب پوش نے کہا۔

وہ آکر ہے ہی سر۔ سیاہ پوش نے جواب دیا۔

اتنے میں کیا ڈنڈ میں کاریں رکھنے کی آوازیں آئیں۔

وہ آگے بھی سر۔ سیاہ پوش نے ادب سے کہا۔

کتنے ساتھی نام آئے!

میرے خیال میں تین یا چار۔ سیاہ پوش کا بوجہ سیدھا ہوا تھا۔

ادب کے ہم سب لوگ آرام کر دہم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے اسے

پورا پورا صلہ تم کو دیا جائے گا۔

تھیک بوسر۔

سیاہ پوش نے کھڑے ہو کر کہا اور پھر سلام کرتا ہوا دروازہ کھنکھن کر
کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد نقاب پوش نے اٹھ کر دروازے کی

کے کڑی لگائی اور پھر پٹ کر ایک اماری کی طرف بڑھا اس نے اماری

کھولی اس میں کپڑے بھرے ہوئے تھے اس نے اماری کی ساتھ میں لگی

ہوئی ایک کھونٹ کو ہلکے سے کیچھا۔ اماری کا وہ تختہ جس پر کپڑے لٹک

رہے تھے آہستہ سے گھوم گیا اب جو تختہ منبہ آیا اس کے ایک خانے میں

ایک چھڑا سا ٹرانسپیر رکھا ہوا تھا اس نے ٹرانسپیر کا ٹیٹی دبایا اس میں

لگا ہوا ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ سائیں سائیں کی آوازیں گونجنے لگیں

ہیلو ہیلو۔ ماری ٹسپیکنگ۔

وہ ایک منٹ تک بار بار یہی فقرہ دہراتا رہا وہ اچانک سائیں سائیں

کی آواز آتی بند ہو گئی۔ اور سبز رنگ کے بلب کے ساتھ ایک نوروز رنگ کا بلب

بھجھن اٹھا۔

ہیلو۔ ہوا ڈیر۔

ٹرانسپیر کے مائیکروفون سے ایک کرخت آواز گونجی۔

ماری ٹسپیکنگ سر۔ نقاب پوش نے موبائل پر لہجے میں کہا۔

کوڈنیز ٹرانسپیر سے آنے والی کرخت آواز دوبارہ گونجی۔

مزبور ٹرانسپیر سے آواز دوبارہ گونجی۔ نقاب پوش جس کا نام ماری تھا بولا۔

لیس۔ کیا رپورٹ ہے؟

سر۔ آپریشن زیر و فوق کا سیلاب ہو گیا۔

اسی کھڑی کر دوبارہ کھول اور تختہ گھم گیا۔ اب سنا دوبارہ کپڑے لٹک رہے تھے۔ اس نے الماری بند کر دی قیاساً کر سوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ اور پھر میر کی دروازے سے ایک ہینڈ بیگ نکالا ناٹل اٹھا کر اس میں رکھی اور ہینڈ بیگ کو تالا لگا کر دروازے کی طرف مڑا۔ اس نے کپڑی کھول اور بارہ نکل آیا کار وینڈر پارک کے وہ پروج میں کھڑی ہوئی مسیاء رنگ کی کار کی طرف آیا۔ اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا کار ہلکی آواز میں سٹارٹ ہوئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لیگٹ کی طرف آئی چرکیدار نے جلدی سے گیٹ کھولا اور کار سڑک پر پہنچ گئی اب اس کی رفتار انتہائی تیزی

پاکستان کے نامور جاسوسی ناول نگار جناب ایم اے ساجد

کے قلم سے ایک اور شاہکار

کرالنگ ڈیٹھ

ایک پراسرار اور سنسنی خیز مہم جو صرف دس دنوں میں انجام پائی۔ اور یہ دس دن عوام نے موت کے منہ میں ریختے ہوئے گزارے۔

خواہش کرتی
اعلیٰ طاہت
قیمت پندہ رپے
جمال پبلشرز بوہڑ گیٹ ملتان

دیری گڈ ناٹل تم سے دیکھ لی۔

لیس سر۔ جسٹس ناٹل ہے۔

اوس کے۔ اسے میرے پاس بھجوا دو۔

سو ابھی پورے ملک میں سی آئی ڈی اور پولیس اس ناٹل کی تلاش میں لگی ہوگی۔

مارٹن نے ڈر سے ڈر سے کہا۔

کیا میں کچھ لوں مارٹن کہ تم بزدل ہو گئے ہو۔ آجائیں کرنگٹا شدت اختیار کر چکی

نو باس میں حفاظت کے خیال سے کہہ رہا تھا۔

تقاب پوش کی آواز گونجی۔

مجھے کمزور دھڑکی ہرگز پسند نہیں آئے وہ ایسی بات مت کرنا تم ایسا کہہ کر تو دنوں سکس کے حاسنائل کرد مجھے تک پہنچ جائے گی۔ پاس نے جواب دیا۔ اور کہے میں ناٹل ابھی اسے پہنچا دیتا ہوں۔

اوس کے اور عدالتی آل اور اس کے ساتھ ہی سند رنگ کا لپ بھ گیا۔

سائیں سائیں کی آواز دوبارہ آنے لگی۔ تقاب پوش نے ایک لمبا استعار کیا۔ پھر بیٹن بند کر دیا سینڈ رنگ کا لپ بھی بھ گیا اس نے الماری میں لگی ہوئی

خفیہ غامی سے ڈانسیٹ لڑا لالا اور اس کا بیٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس سے آڈا بھری۔

ایکٹو سیکنگ، ایکٹو کی مخصوص آواز آئی۔

میں عمران بول رہا ہوں۔ جناب۔

عمران کا لہجہ مودبانہ تھا۔

ادھر دیک ڈیرو سمجھ گیا کہ عمران کے ساتھ کپٹن شیکل موجود ہے اسی لئے

عمران مودبانہ لہجہ میں جواب دے رہا ہے۔

کیا رپورٹ ہے؟ ایکٹو کی آواز تھوڑے کے خست ہو گئی۔

سر ہم نے مدیا پر جال ڈال دیا ہے اور اس نے ہمیں گروہ میں ملانے

کے لئے ایک شرط لگائی ہے۔ عمران رک گیا۔

رکومت میں صبر دیا ہوں۔

جناب اس نے کہا کہ ہم عمران کو گرفتار کر کے اس کے حوالے کر دیں

جب ہی وہ ہمیں اپنے گروہ میں شامل کرے گا۔

پھر کیا ارادہ ہے۔

سر ہم نے ایک تجویز ہے کہ عدلیہ کو میرا سیک اپ کے سہارے ساتھ

بھیج دیجئے۔

تجویز قبول ہے میں صدیقی کو ابھی بھیجتا ہوں اور کوئی بات ایکٹو کے



عمران کیٹن شیکل اور جوت کی کار

آہستہ لئے دار حکومت پہنچ چکی تھی عمران

سے جوت کو دھن منزل پہنچنے کا حکم دیا اور

چند ہی لمحوں بعد کار دھن منزل میں

پہنچ چکی تھی۔ وہ عین تیزی سے پہنچ رہی تھی

ڈائینگ روم میں آئی۔

جوت تم دھانے پر پہرہ دو۔ عمران

نے جوت کو کہا اور جوت دھانے سے

باہر نکل آیا۔

اب عمران نے ڈائینگ روم کی میز کے

لیجے میں نرمی آگئی تھی۔

ایک اور بات ہے جناب۔ عمران نے تدریس دے رکھے ہوئے ہیں۔

کیا بات ہے بولو۔ ایکسٹو کی آواز بہت نرم تھی۔

سر ایک تولد بادل دروغ چاہیئے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو آنکھ مار کر
جوئے کہا اور کیپٹن شکیل اس کی شرارت پر مسکرا دیا۔

کیا مطلب؟

ایکسٹو کی آوازیں سننے کی بجائے حیرت نمایاں تھی۔

مسطح صلیبی کے سر پر مالش کرنے کے لئے۔

اور ایکسٹو کا تہجد فضا میں گونج اٹھا کیپٹن شکیل نے ایکسٹو کا ہنر
بہل بارسا تھا۔ عمران واقعی عجیب تھا وہ کہیں مذاق کرنے سے بہتر
چوکتا تھا۔

میں سمجھ گیا۔ عمران لیکن صلیبی نہیں ہے اسے بادام دروغ کی ضرورت
نہیں۔ ایکسٹو کی آواز سنجیدہ تھی۔

کچھ نہ بکچھے خدا کرے کوئی۔ عمران نے ہلکی آوازیں کہا۔

تم نے کیا کہا۔

کچھ نہیں سر میں شکیل سے مذاق پونچ لڑا رہا تھا۔ عمران نے جلدی
سے کہا۔

اور عمران سیر بند ہو گیا۔ عمران نے اس کا ہنر بند کر کے اسے مینر

درازیں دکھا۔ اور خود کیپٹن شکیل کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

عمران صاحب آپ کو مان گئے، آپ باس سے بھی مذاق کر لیتے ہیں۔

اور میں کوئی اس چوہے سے ڈرتا ہوں۔ عمران نے بازو کے پٹھے پر

ہاتھ مار کر تھمرے کہا۔ اور کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

جوڑت اندر اسباب پہرے کی ضرورت نہیں۔

عمران نے تدریس ہنگامی اور دروازہ کھول کر اندر آ گیا وہ بھی

عمران کے سنے والے صوفے پر بیٹھ گیا اس نے بیٹھے ہی صیب سے شراب کی

بوٹی نکالی اس کا لاک اٹھایا اور بوتل منہ سے نکالی اور اسے اس وقت شہلا

جب وہ بالکل خالی ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے دوسری بوتل نکالی اور اس

کا بھی دس حشر سوا جو پہلی کا ہوا تھا کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں حیرت کا حشر

جھلک رہا تھا۔

اسے اسے بس کر دیکھیں میرا کھاڑہ کر رہے ہو۔ آج کل شراب دے

میں ہلکی ہو گئی ہے۔ عمران نے چپختے ہوئے کہا۔

باس غلے شراب پیتے وقت مت دھکا کرو۔ شراب ہنگی ہو گئی تو اب

بس اس کے بدلے پانی پیئے تو دھکا۔ جوڑت نے لیکن صورت بنا کر

ہونٹے کہا۔

کاش تم شراب پینے کی بجائے پانی پیتے تو کتنا اچھا ہوتا عمران نے
ٹھنڈی سانس جرتے ہوئے کہا۔
یاس اگر میں شراب کی بجائے پانی پیتا ہوتا تو اب تک مر چکا ہوتا
ارے تو کیا ہم مر گئے ہیں۔

عمران نے عقہ سے بھر لہریچ میں کہا۔

باس تم گریٹ آدمی ہو تبتانا اور میرا کیا مقابلہ۔

جزوت کا لہجہ غر شامہ نہ تھا۔

بیس بس مکھن ست گلاؤ عمران نے کہا اور شکیل ہنس پڑا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور صدیقی اندر آ گیا لیکن کمرے میں داخل ہوتے
اسی وہ ٹھٹھک گیا کیوں کہ کمرے میں چھی بونی ختینوں صورتیں اس کے لئے
اجنبی تھیں۔

کون ہو تم صدیقی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

پہلے آپ اپنا تعارف کراؤں۔ عمران کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں کون ہو تم جلدی بتاؤ۔

صدیقی نے جیب سے دیوار اور نکالتے ہوئے کہا۔

ہمیں ایک ٹونے پایا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

صدیقی ایک اپنی آدمی کی زبان سے ایکٹو کا نام سن کر چونک پڑا۔

بیش شکیل نے دریاں میں داخل دیتے ہوئے کہا۔

صدیقی آرام سے بیٹھ جاؤ۔ میں شکیل ہوں۔ یہ عمران صاحب ہیں اور

تبارے سامنے جڑت بیٹھا برا بے کمین شکیل نے دھات سیاہ کرتے

ہوئے کہا۔ اور صدیقی شرمندہ ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا اس سے دیر اور دیر

اپنی جیب میں دکھایا

یار شکیل دمنٹ تو دماوش رہتے۔ صدیقی صاحب کو قہرا اور گرم ہو جانے

دیتے۔ عمران نے کیٹش شکیل کو مخاطب ہو کر کہا۔

عمران صاحب خواہ مخواہ دست سناؤ۔

شکیل نے جواب دیا۔

صدیقی آ کر تبتا ایک پ کرون تم سے میرا دل کرنا ہے۔

عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی سادہ مندی سے اٹھ

کھڑا ہوا اسٹڈ ایکٹو نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔

عمران نے صدیقی کو کوسے والی ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور پھر الماری

سے ایک پلاسٹک نکال کر اس پر اپنا ایک اپ کرنا شروع کر دیا۔

ایک پلاسٹک کا تھا اس لئے صدیقی کے منہ سے ہلکی ہلکی سکین

نکل رہی تھیں۔ آدھے گھنٹے بعد صدیقی کی بجائے وہاں عمران کھڑا ہوا تھا۔

عمران نے جیب سے چیونگم نکال کر صدیقی کے حوالے کر دیا

اور کہا..... ایسا میری آواز میں کوئی فقرہ ہلوا۔

عمران صاحب آپ نے کمال کر دیا۔

صدیق نے آئینے میں اپنی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

آواز اور لہجہ بالکل عمران کا تھا۔

عمران نے اطمینان کی یوں سانس لی۔

اد کے تم پاس ہو گئے ہو چلو چلو۔ اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے کمرے سے باہر نکل گئے کیا ڈیس کھڑی ہوئی غار میں بیٹھ گئے۔

جوزف ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا، بچن سیٹ پر عمران اور کیٹن شکیل کے درمیان صدیق بیٹھا ہوا تھا۔



ایک ذیرہ کی کار جب ہول خیمام کے کیا ڈیس میں جا کر رکی تو اس نے محسوس کیا کہ ہال میں افزائش ہی ہوئی ہے وہ جلدی سے کان سے اترا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا ہال کی طرف چلا۔ ہال کے دروازے بند تھے دریاں کو ختمہ پولیس پر دروازہ کھلایا اور اندر گھس گیا اندر جا کر اس نے دیکھا کہ چاندیوں طرف خون ہی خون پھیلا ہوا ہے ایک میز پر منظر محمود کی لاش پڑی ہوئی ہے اس کا سارا جسم

ایک شوکاراز
ملود جیو ملی منور

آپنے محبوب مشقت جناب
ایم اے ساجد
کے قلم سے ایک اور رنگا رنگ
جاسوسی ناول

عمران کے ملک میں جنم لینے والی ایک خوفناک اور لرزہ خیز کہانی صفحہ پر ایک نئی حقیقت کا انکشاف۔ کیا اس نے عمران کو ایکسٹرمان کیا۔ ہمارا دعوئی ہے کہ ایک بار پھر ان شروع کرنے کے بعد آپ اسے ایک ہی نشست میں ختم کر لے پڑ پڑو ہا میں گئے قیمت پندرہ روپے

جمال پبلشرز۔ بوہڑ گیٹ ملتان

گوئیں سے چھٹی ہوا پڑا تھا۔ اس کے ارد گرد کی میزوں پر تقریباً دس آدمیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس نے بے چینی سے ادھر ادھر نظر دوڑایا۔ صفدا سے کہیں نظر نہ آیا۔ مگر ایک کونے کی طرف بغور دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اتنے خیر انداز سے منہ ترش پڑا نظر آیا۔ اس کا سارا جسم خوں سے تر تھا اتنے میں بال میں دن ناتی ہوئی پولیس گس آئی۔ ساتھ ہی ایبولینس آئی تھی۔ کیوں کی ایبولینس کا علا اسٹریچر لے کر اندر آگیا تھا۔ ایک نر تنزیر کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کی بغل سے دھکی جو آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ سخت پریشان ہو گیا۔ اس سے محسوس کیا کہ اگر تنزیر کو فوری طبی امداد ملی تو تنزیر کی حالت سخت خراب ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اپنے آپ کا غلام بھی نہ کر سکتا تھا۔

اچانک دو آدمی سٹریچر لے کر تنزیر کے پاس آئے۔ اور انہوں نے تنزیر کو سٹریچر پر لٹا دیا اور پھر باہر ایبولینس کی طرف چلے بیٹھ کر تنزیر کا علاج ہسپتال کے جنرل وارڈ میں ہونے کے بجائے دانش منزل ہونا چاہئے لیکن پولیس کی موجودگی میں بال سے باہر جانا بھی کاردار نہ تھا کیوں کہ پولیس اسٹیشن میں انہوں کو اس پر شک ہو سکتا تھا اور اپنی شناخت کر دیا نہیں سکتا تھا۔ ہینس تو پولیس دالے مارے حیرت کے کم از کم بے اثر تو مزدور ہوجاتے اتنے میں تنزیر سٹریچر پر لٹا ہوا باہر جا چکا تھا۔ دوسرے

ذخمی بھی اسٹریچر پر لے ہوئے باہر جا رہے تھے بلیک ڈیوڈ نے چاندی طرف نظر نہیں گھمائی۔ اس نے سوشل کا جائزہ لینا چاہا تاکہ اگر نکل جاسکے کی اگر کوئی گھبراہٹ ہو تو اسے علی جاہد پہنایا جاسکے۔ مگر ملال کے تمام دروازے بند تھے صرف ایک دروازہ کھلا تھا جس پر دو سپاہی تعینات تھے۔ ذخمی اسی راستے سے جا رہے تھے۔ بال میں موجود تمام لوگ سمٹ کر غفلت کو فوں میں چلے گئے تھے۔ بنظر باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور بلیک ڈیوڈ کی چوٹی جس پر وہی تھی کہ وہ بتنی دیر کرے گا اتنا ہی تنزیر موت کے منہ میں چلے جائے گا۔ اس کا دل اس حادثہ ہو گیا وہ شیشیوں بھی نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ جو لوگو اگر شیشیوں کیا جائے فحش ایکٹ کی آواز اور نام سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے بلیک ڈیوڈ یا طاہر کو کون جانتا تھا اس نے سوچا اگر اس سوشل میں عمران ہوتا تو کچھ نہ کچھ کر گزرتا عمران کا خیال ذہن میں آتے تھا ایک بہترین پلان اس کے ذہن میں آگیا۔ سدا سدا عمران کے نام ہی کی برکت تھی۔ کہ اس کا خیال آتے ہی کدے سے کدے ذہن بھی مستعد ہو جاتا۔ وہ تیز چلے جاتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھا وہاں ابھی تک ایک ذخمی پڑا تھا۔ بلیک ڈیوڈ نے قریب پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا۔

تمام لوگ پولیس اسٹیشن کی طرف متوجہ ہو گیا وہ چپکے سے اسی ذخمی کے پاس لیٹ گیا۔ فرسٹ پر تمام خون پھیلا ہوا تھا اس کا کوٹ تمام خون سے

سے لٹھر دگیا اس نے ہاتھ فرش پر مار کر اپنے سفید براق قمیض پر مار دیے اس طرف خون سے چہرہ بھی بھر گیا۔
اسنے اعلیٰ سوٹ کی مٹی پلید کرتے ہوئے اس کا دل فردا دکھایا لیکن جب تنزیر کی جان کا خیال آیا، تو اسے دُعا برابر بھی احساس نہ ہواتے میں چند آدمی سٹیج پر لے آئے اس کے قریب ہو گئے ان میں سے ایک نے اس کی بیٹھ دیکھی اس کے چہرے پر تندرست حیرت کے آثار راہ میرے لیکن کچھ سمجھ میں نہ آنے کے آغاز میں اس نے سر جھٹکا۔ اور پھر بات ۔ ساتھیوں کے ساتھ مل کر بلیک ڈیو کو بھی مڑ پڑالا اور اسے اٹھاتے ہوئے ہال سے باہر نکل آئے۔

بلیک ڈیو ہال سے باہر تو آ گیا تھا لیکن اب ان مڑ پڑے ہوئے جان چھڑوائی بھی ایک مسئلہ تھا۔ بلیک ڈیو کا مڑ پڑا ایک ایسولینس گاڑی میں داخل کر دیا گیا اور وہ چاندن ایک اور سٹیج پر نکال کر پھر وہاں ہال میں چلے گئے بلیک ڈیو پھر کڑکے سے اٹھا اس نے دیکھا کہ تنزیر اس ایسولینس میں موجود نہیں تھا شاید تنزیر دہلی ایسولینس گاڑی میں جا چکی تھی۔ وہ تنزیر سے ایسولینس گاڑی سے باہر نکلا اس نے جیب سے دھمال نکال کر چہرہ سات کیا لیکن اس کے باوجود اس کا مدیہ عجیب سا لگ رہا تھا۔ وہ پھرتی سے ہانکی آٹ لیتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا شک ہے کہ ایسولینس گاڑی

اس خداداد باڑ کے قریب کھڑی کی گئی تھی۔ اور دوسری طرف اس نے اپنی گاڑی میں باڑ سے چند قدم دور کھڑی کی تھی۔ وہ باڑ کے چھتے تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کے قریب پہنچا۔ اس نے باڑ چھٹا کی اور پھرتی کے ساتھ دفعہ ذرا کھول کر کار میں گھس گیا ایک منٹ بعد اس کی کار تیری طرف سنسناتی ہوئی پڑی کے کپڑے باہر نکل آئی اب اس کا رخ جنرل ہاسپتال کی طرف تھا۔ جنرل ہسپتال اور پھرتی خیم کا فاصلہ چونکہ بہت زیادہ تھا اس لیے ایک زبرد کو امید تھی کہ وہ جنرل ہسپتال پہنچے سے پہلے ایسولینس کو روک دے گا۔ اس کی کار اپنی پوری رفتار کے ساتھ آدھی جاری تھی آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کر چکا تھا۔

ابھی تک اسے وہ ایسولینس نظر نہ آئی تھی اس نے ایکسیلیٹر پر اپنے پیر کا پھندا دھاڑا ڈال دیا۔ کار اور بھی زیادہ تیزی سے بھاگنے لگی۔ پھر اچانک اسے ایسولینس ماتی ہوئی نظر پڑی اور پھر جنرل ہسپتال کی عمارت بھی نظر آئے گی۔ اب اس کی کار اور ایسولینس کا فاصلہ نزدیک سے نزدیک تر ہوتا چلا گیا۔ پھر اس کی کار ایسولینس کو کراس کر گئی اس نے ایک دم ایکسیلیٹر پر دباؤ ہانک کر ختم کر دیا لیکن اور بلیک پور سے تدر سے دباؤ دیا اور ایک طویل چینگ کے ساتھ سرک پر رگڑ گئی۔ یکدم بلیک گئے وہ سرک پر گھوم گئی۔ پہچھے آئے دہلی ایسولینس بھی۔ بریکوں کی زبردست

اس آدمی کو لاندھے پر اٹھاؤ، ایک زبردست اسٹیج پر فرش پر رکھتے ہی
پک کر شرک پر چڑھایا اور اٹھا دیا، ڈولائیہ و مرتا کی زبان کرتا کے مصداق تنویر کو
لاندھے پر اٹھا دیا۔

چلو اے سیری کار میں ڈالو۔

اور ڈیڑھ گھنٹے میں ہی تنویر کو بلیک ریموڈ کی کار میں ڈالا۔ بلیک ریموڈ
دو دن تک کھول کر کار میں بیٹھ گیا۔ اور دنوں کی آواز پیدا کرتے ہوئے کار چل
پڑی۔ اور ڈیڑھ گھنٹے میں آگھیس پھاڑ چاڑ کر دیکھ رہا تھا اسے
کچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے خواب دیکھا ہے کہ عالم بیداری ہے۔
اور بلیک ریموڈ کی کار جنرل ہسپتال کا مڑ کاٹ رہی تھی۔

مس فریدہ انیس کے جادو نگار قلم سے ایک معاشرتی شہ پارہ

میں بھی اس طرح

میں بھی اپنے نسی کی کہانی ہے جس کے کردار ساری عمر محبت کی تلاش میں لڑکھاتے ہیں لیکن وہ ایک نظر اپنے مزے میں ذات کی تکلیف گوارا نہیں کرتے
میں نے آپ کی سب سے شہینہ کی خدمت بھی ہے اور شعلوں کی تپش بھی

جمال پبلشرز، بوہڑ گیٹ ملتان

چڑچڑاہٹ کے بعد ایک لیرہ کی کار کے پاس آکر رک گئی۔ ایک لیرہ
بلدی سے جیب سے رومال نکال کر چہرے پر باندھ لیا۔ اور پتہ
آیا ایمبولنس کا ڈرائیور بڑی شگین نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایک
فرید تیزی سے ایمبولنس کے نزدیک آیا اس نے ڈرائیور کے ساتھ مارا
دواخانہ کھولا ڈرائیور کا بازو پکڑ کر اسے بے مدد سے نیچے کھینچ
اور ہسپتال نکال کر اس کے پہلو سے لگا دیا۔ حیرت اور غصے کے مارے
ڈرائیور کی آنکھیں چٹ رہی تھیں ایک لیرہ نے عزائی ہوئی آواز
کہا۔

ایمپریلیٹس کا بچپن دھارہ کھولو۔

شکر تھا کہ بڑے سناں تھی۔

ابھی تک وہاں کوئی گاڑی نہیں آئی تھی۔

ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اگر اے این ایس کا پھلہا دوا نہ کھل دیا۔ اسے
دوسری سیٹ پر تنہا لٹا ہوا نظر آیا۔

کے فدا باہر نکالو، بلیک ذیرو نے گرجتے ہوئے کہا۔

اور دقتاً خود عریب سے عبدی سے اسٹیج پر کہ باہر کھینچ لیا اگر ایک
پھر ہے آگے بڑھ کر اسٹیج پر دوسرا سرائے سبھاگیا تو توجہ اسٹیج پر
سب سے گامی سے شرم کر آگیا۔

انہیں پہاڑ پہاڑ کر اس جہدس کو دیکھ رہا تھا وہ سیدھے گیری میں داخل ہو گئے۔

خاتون شہاب بلی بلی بھنبھناہٹ میں تبدیل ہو گئی، گیری سے گذر کر وہ ایک کمرے کے سٹارک گئے، عمران نے جوت کو اشارہ کیا اور جوت نے آگے بڑھ کر تعداد پر دستک دی مددازہ فوراً کھل گیا مددازہ کھولنے والا دیا تھا، اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں جب اس نے عمران کو دیکھا تھا اس نے دیکھا اس کے سر سے بے اختیار نکلا۔

دری گڑ۔

اور وہ اپنی دلاست دیتے کے لئے ایک طرف ہٹ گیا وہ اس طرح اندر آچکے تھے۔

دیکھنے والے مددازہ نہ کرویا اور پھر دوا اور کو ایک جگہ سے مخصوص انداز میں تپتھپایا اور وہ تہہ منہ سے پینے لگے۔

اس کی جیب میں پستول تو نہیں تھا، دیکھنے والے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا اور عمران نے انکار میں سر ہلادیا۔

میرے خیال میں اس کے ہاتھ باندھ دینے چاہیے کیونکہ یہ انتہائی خطرناک شخص ہے غصے شہب سے یہ خالی ہاتھ کچھ نہ کچھ کر کرے گا یہ کہہ کر دہانے میر کی سائیں دلا ہوا پیش دبا دیا چار خندے ہاتھوں میں شیش گین



جوت نے مددازہ ہار کے ساتھ کار روک دی اور پھر صدیقی ہاتھ اٹھائے کار سے آریکہ وہ عمران کی کل انگلیک کر دیا تھا اس کے چہرے پر ماتحت کی پرچاشیاں تھیں، عمران اس کی کمرے پستل کی نالی لگائے مل رہا تھا اور یکپن شکیل اور جوت نے پچھے پچھے چل رہے تھے اس پر لیشن میں جب وہ ہار میں داخل ہوئے تو اندر چھا ہوا شور یک لخت خاموشی میں تبدیل ہو گیا ہر شخص

لئے اٹھ اُٹھے۔

جو کرا دھر امامی سے دسی نکال کر ان صاحب کے ہاتھ مضبوط سے باندھ

۵۵

دہانے ان میں سے ایک کو شہرہ کرتے ہوئے کہا، اور جو کرا نامی ذہبی
نے مشین لگی ایک طرف دکھ دی اور امامی سے رسی نکال کر صدیقی کی
طرف بڑھا اور عمران کا پستول ابھی تک صدیقی کی پشت سے لگا ہوا تھا اور
پھر جو کرا نے صدیقی کے ہاتھ باندھنے کے لئے پیچھے کی طرف کھینچے۔ لیکن پھر
بھاگے کیا ہوا صدیقی نے یقیناً ایک کامیاب داد لگایا تھا بھانے اس کے
کہ صدیقی کے ہاتھ پیچھے بندھتے جو کرا میں تعجب بازی کھاتا ہوا آگے جا کر
لیکن پیچھے کھڑے عمران کا ایک نور مار لگا اس کی کینٹی پر پڑا مشین گنوں کا
پتکے کھڑے تھے۔ حزب زوردار تھی۔

صدیقی نے اپنے آپ کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن اس کی آنکھوں کے
آگے ستارے ناچنے لگے۔ اور وہ ایک دوبار لہرایا اور پھر دھڑام سے زمین پر
گر پڑا۔

بہت ترسناک ٹانگی تم تالی تعزیت طاقت کے ملک ہو۔

وہاں کے چہرے پر خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

جو کرا فرش سے اٹھ کھڑا اور وہاں کے اشارے پر اس نے صدیقی کو اٹھایا

اور صوفے پر ڈال دیا اور اس کے بازو پیچھے کر کے اس کے ہاتھ مضبوط سے

باندھ دیئے۔

آپ صاحبان تشریف لے گئے۔

وہاں کے سامنے رکھے ہوئے صوفوں کی طرف اشارہ کیا اور عمران نے پستول
جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر وہ سبزیوں پر بیٹھ گئے۔ دشمن گنوں والے ابھی ان کے
پیچھے کھڑے تھے۔

نچے ہی خوشی ہوئی ہے سب جگہ ٹانگی اور عزت کہ آپ اس بہت بڑے
انٹرنیشنل کامیاب ہو گئے ہیں۔

اچھا تو ہر کوئی کسی قدیم لڑی سے جس نے۔

عمران عادت سے بھڑکھا۔

ایک دم سرٹ کوس۔

وہاں سے سڑکاتے ہوئے کہا۔

لیکن دستوراً ایک اور داد مار گئے جو یہ کہتے ہوئے اس کی انگلی میرے
گٹے سے ایک سرخ رنگ کے ٹیڑی پر پہنچ گئی، اور پھر اس سے پہلے کہ عمران چمکتا
دیکھا وہ ٹیڑی دبا چکا تھا اور پھر وہ تینوں اچھل پڑے۔ عمران نے عسکری سے دھانور
جیب سے نکالنا چاہا لیکن پیچھے کھڑے ہوئے غنڈوں نے مشین گنیں ان کی
پشت پر لگا دیں۔ اب وہ مجبور تھے انہیں بٹھانا چاہیوں کہ مشین کے دہانے

سے صوفے کے نیچے سے نکلنے والی کڑیاں ان کے پیروں کو بکڑ چکی تھیں
کیپٹن شکیل کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

اس حرکت کا کیا مطلب؟

اُس نے گرد آواز میں ردیا سے پوچھا۔

بتانا سہل۔

اور پھر جس حرکت نامی نقشے نے ان کی جیبوں سے دیوار اور کیپٹن شکیل

اور دو کوٹ سے مشین گنگال لی۔

تھیں یہ حرکت ہنگی پڑے گی ردیا۔ کیپٹن شکیل ایک بار پھر غصا ہوا۔

ہنیں میسر دوست تھے یہ حرکت بہت سستی پڑی ہے۔

ردیا سکھایا۔

نکلتے دیکھ یہ پڑی۔ عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

یہ عمران ہے۔

دعا نے صدیقی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

”بالکل“ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور ردیا کا اندھا دھن تہمت کر دینا گونا گونا تھا۔

تم ردیا کو بے وقوف بنانے نکلے تھے تم کو نہیں معلوم ردیا ہزار آنکھیں

رکھتا ہے اگر وہ ایسے ہی ہے تو تم بن مہانا تو آج جیل کی کوٹھڑی میں

پڑا سو رہا ہوتا۔ کتنا خوبصورت منظر ہے کہ عمران خود عمران کی کمر سے دیوار
نکلے آ رہا ہو۔ بہت خوب مشر عمران کیپٹن شکیل اور مسٹر جوزف آپ کی

سیکسٹ تھی تھی۔ گمراہ کا شمار ردیا سے تھا۔

عمران یہ سن کر دنگ رہ گیا۔ ساری سیکم ہی ختم ہو گئی لیکن سوال یہ تھا

کہ ردیا کو اس کا پتہ کیسے ملا۔

اب بتاؤ مجھے یہ سودا سنا پڑا یا منہ کا ردیا نے ایک اور تہمت لگاتے

ہوئے کہا۔

بالکل سنا دودھ پے سیر کے صاب سے۔

عمران کے ہنسنے ہوئے کہا۔

مشر عمران میری مدت سے خواہش تھی کہ کہیں تم میرے تھے چڑھ جلاؤ

تو میں ہی جبر کرتا ہوں انتقام کے کوں۔

کیوں دوست میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے یقین کرو میں مرعی چور نہیں

ہوں کہ تمہیں اس کا رنج ہے۔

تم یہ کہتے ہو کہ تم نے میلا کیا بگاڑا ہے۔ تم نے میلا عائنات تباہ و برباد

کر دیا تم نے ایک ہفتے سکاڑے گھرانے کو تباہی دھنسی عزت اور باری کے

اندھے کنڈیوں میں جھیک دیا۔ ہمیں شامیہ دہن ہو کر آج سے چند سال قبل

تم نے ہڈی دنگ سپار فیاں کئے باحقوں چھاپا پٹوایا۔ میرا بھائی وہاں میرا تھا

اس کا تصور صرف اتنا تھا کہ وہ میرا تھا۔ مالک نہ تھا۔ وہ اس وقت کو کہیں کا
پکیٹ لئے ہوئے کے مختلف گاہکوں کو سپلائی کرنے جا رہا تھا۔ سٹریٹ لائٹ نے اس
سے اسے گرفتار کر لیا۔

چھاپہ ڈھانے کا تصور کیا ہو سکتا ہے۔ کچھ اور ہو گا۔ لیکن میرا بھائی مفت
میں مارا گیا۔ اس کا تصور نہیں تھا ایک منظم اپنے گھر والوں کے پیٹ کا نسخہ
بھرنے کے لئے ملک کا ہر کام کہے پر مجبور ہوتا ہے تم کو کیا معلوم کہ ایک عرب
کی بیویں کیا مجبور ہیں ملتی ہیں۔ تم نے کبھی عزت کا نسخہ دیکھا ہو تو تمہیں
اندازہ ہو کہ عرب دولہا لکھنے کے لئے کیا کیا ہیں کہ تم سے تو صرف اتنا
دیکھا کہ کو کہیں کا پکیٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے وہ خاتون کی نظر
میں مجھ سے۔

تبدار خاتون کا ذکر کرتا ہے کہ ایک جرم کا سراسر اٹھا میں میں تمہیں بتاتا ہوں
کہ ان پر کیا گورنری ہے

سورج میرے بھائی کو کو کہیں بھیجے کے جرم میں سات سال قید ہو گیا
تو اس وقت اس کے خاں میں ایک بار بھائی یعنی میں ایک آندھ میں مان اور
دو چار بیویں تھیں۔ بھائی کے جانے کے بعد ہم کو فائدے کے لئے پڑے آخر آندھ
مان میں رہا کیا نہ کرنا کے مصداق جیک مانگا شروع کر دی میں بستر پر پڑا
ایڑیاں مار رہا تھا لیکن وہاں کے لئے ایک سیڑھی نہ تھا اور بغیر پیسے کے
وہاں میں اس معاشرے میں ناگہن ہے غریب پاپے مر جائے اس کے
خاتون اور معاشرے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ لیکن ٹھاکر خوں کی تجویزیاں
مذکورہ تھیں کہیں کیا یہ ٹھاکر خاتون کے جرم نہیں کیا یہ پانچوں کی خاطر بیٹے
ماگنے اس کے کو تو رہیں نہیں دیکھیں رہے میں مانتا ہوں کہ ٹھاکر خوں میں اچھے

تم سے اتنا ہی نہ سچا کہ پکیٹ دینے والا کن ہے کیا وہ خاتون کی نظر میں
اصل میں نہیں اس پکیٹ کو خریدے والے کو کہیں میں کیا وہ خاتون کے جرم
نہیں لیکن تمہارا خاتون ثابت مانگتا ہے اور ثبوت صرف میرے کے ہاتھ میں
تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سون میں چلا رہا کو کہیں میں سپلائی ہوتی رہی میں میرا بھائی
میں کی آہنی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔

میں نہیں تبدیل کر اس کے خاتون والوں پر کیا گوری تو سزا جارتے ایک
جرم سے لکھنے کے کیا گیا لیکن کھاتے تم شاید آج ملک اس زمر میں رہے

لوگ موجود ہیں جو غریب کا دکھ درد بانٹتے ہیں۔ چوہمیس کے غلام نہیں کر جاتے ہو کہ ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے کیا تم نے کسی ایسے غلام کو گرفتار کر لیا ہے کبھی نہیں۔ کیوں کہ ان کا جرم معاشرے کی نظر میں کوئی ہتھیار نہیں۔ وہ ملک کے معزز شہری ہیں معاشرے کے قابل فخر افراد ہیں اور دنیا۔

تو ایک بات ہے سے بات نکلی آئی۔ میں تمہیں بتا رہا تھا کہ میری اڑہ ماں بھیک مانگ کر چارے پیٹ کا دروازہ بھرتے کی ناکام کوششیں کرتی رہی۔

ماں کا بیٹا قانون کی نظر میں کتنا بڑا مجرم ہو۔ ماں کی نظر میں بیٹا گھر کا بھتیجہ تھا جس کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو وہ کس دن تک پڑی ہوئی ہے اس کے علاوہ وہ بھیک مانگتی رہی اور ہمیں اور تمہارے قریبی دوستوں کی باتیں سننے کو بد دعائیں دیتی اور کوسٹ رہی۔ لیکن اس وقت کو بھی غریبوں کی باتیں سننے کی فرصت نہیں ہوتی۔ سناؤ وہ بھی امیروں کے بیک بنیں کا سبب دیکھ کر غصہ ہوتا رہتا ہے اور غریب کے پاس تو دو چیزیں ہوتی ہیں دعائیں اور بد دعائیں۔

اور ایک دن خدا نے میری ماں کی بھی سسٹی لی یعنی وہ ایک بہت بڑی خدمت کار کی ٹپکتی ہوئی کار کے نیچے آگئی اور وہ خدمت کار اسے گایا یہ ہوا آگے بڑھ گیا۔ کاش میری ماں اس کار کے نیچے آ کر مر جاتی تو مجھے آج اتنا آہم نہ ہوتا وہ مری نہیں اس کے پیسے کی سادھی پسندیاں ٹپٹ گئیں۔

میں اکیلا وہ گیارہ سالہ بچہ تھیں میری ماں کے باوجود میں سرکوں پر گھٹا پھرا۔ ہر گھر غلوں کے ہاتھوں بچھڑ گیا۔ نتیجہ آج تم دیکھ رہے ہو میرا بھائی میں جیل میں ہی سختیاں اٹھاتے اٹھاتے ختم ہو گیا اب مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے بھائی کو گرفتار کر کے معاشرے کی کون سی خدمت کی کیا یہی خدمت کی کہ وہ جان لو کہیں کو بڑھایا کہ توپاڑا کیا کر دیا گیا یہی خدمت کی کہ وہ جو اسے لو کہیں کو ان کی مرضی کے خلاف مجبوراً امیروں کی داشتہ بنوایا کہ یہی خدمت کی

کہ ایک مشرین نوجوان کو غنہ بننے پر مجبور کر دیا،

پھر تم کہتے ہو کہ تم نے میرا کیا بگاڑا ہے! اب نہیں پتہ چلا کہ تم نے کیا کیا تھا، اور یہ صرف ایک آدمی کی کہانی ہے نہ جانے اس میں کتنی کہانیاں ہیں تمہارے ہاتھوں جنم لیا ہوگا، اور دنیا خاموش ہو گئی۔

عمران کے چہرے پر گہری سجدگی چھائی ہوئی تھی۔ کپٹن شکیل کی آنکھیں بھی کسی گہری سوج کا پتہ دے رہی تھیں پھر روپا کے چپ ہونے پر عمران بولا۔
روپا! واقعی آج تم نے میری آنکھیں کھول دیں جس تم سے مجھے میرے کلام کا ایک اور پہلو بھی دکھا دیا ہے جو آج تک میری نظروں سے اوجھل رہا ہے کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے وہ اگر صحیح ہے تو میں تمہارا جرم ہوں تم میرے ساتھ جو سڑک کرنا چاہو کر سکتے ہو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

عمران تمہارے اس اعتراف پر حیرت سے تھکا ہوا دکھائی دیا۔ ایک بات ہے تم ان تمام نظروں کا کفارہ دے سکتے ہو بشرطیکہ تم مجھے بتاؤ ایکسٹوگن ہے۔

ایکسٹوگن! اس کا عمران چونک پڑا اس کے چہرے پر چھائی ہوئی حیرت و حیرت یک لخت دور ہو گئی۔ صدیقی جواب پر حیرت میں آچکا تھا وہ جگمگا رہا تھا کہ اس سے چونک پڑا
ابنہ کپٹن شکیل اطمینان سے بیٹھا تھا۔

ایکسٹوگن! یہ سوتی ہے!

اور ان میں پہلے کیسے؟

عمران کے چہرے پر وہ سوج رہا تھا روپا نے ایکسٹوگن لگانے کی قدرے کامیاب انسانی کوشش کی ہے۔

مجھے تم لوگوں پر شک تو پہلے دن سے پڑ گیا تھا، سب سے پہلا شک اس وقت پڑا جب تم میرے زبردست نشانے کے باوجود بچ گئے یہ آرٹ صرف عمران کو ہی آتا ہے دوسرا شک تمہارے چہرے کو دیکھ کر پڑا کیوں کہ مجھے محسوس ہوا کہ تم سبک پس ہیں ہو۔ لیکن میں خاموش ہو گیا۔ میں اگر تم کو اس وقت گرفتار کرنا چاہتا تو شاید معاملہ بگڑ جاتا چنانچہ میں نے تم پر حال چنیکا اور تم اس حال میں پوری طرح چھین گئے میں نے تمہیں تمہاری ہی فوٹو دے کر ڈھونڈنے کے لئے کہا اور تم سیکورٹ سروس کے ایک اور ممبر صدیقی کو اپنا سبک اپ کر کے آئے مجھے کیسی ہتھیں شامہ لقیں نہ آئے یہاں سے جانے کے بعد یہاں تک واپس پہنچے تک تمہاری کی سوتی لگتی ہو کہ ایک ایک لفظ میرے پاسی ٹیپ کی صورت میں موجود ہے اور اس میں سے تمہیں جو فوٹو دینے تھے ان میں سے ایک پر نہ لکھا آئے والا مصالحوں کا سوا ہے جس کے بعد وہ نوٹ لکھا کہ اس کا کام دینا شروع کر دیتا ہے لڑکوں کی گٹھری تمہاری جیب میں پڑی رہی اور میں تمہاری گٹھری کا ایک ایک لفظ یہاں بیٹھا استاد ہاں اس طرح

مجھے پتہ چل گیا کہ تم لوگوں کی حیثیت کیا ہے! اب تم مجھے بتاؤ کہ ایکٹو کون
ہے کیوں کہ اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم ایکٹو کو نہیں جانتے۔
ایکٹو تیسرے پائوٹر طے کا نام ہے عمران نے کہا۔
شٹ اپ، روپا کو قصہ آگیا تم مجھے سنی پرست مجبور کرو دیتے ہیں تمہارا بونہ
لونی، اگلے کروں گا۔

تو تم تصافی بھی رہ چکے ہو، عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
اور روپا کی آنکھیں سگ اٹھیں۔

ہاں تمہارے لئے اب مجھے تصافی بھی بننا پڑے گا میں دیکھوں گا کہ تم
کب تک مذاق میں شاملے ہو
میں مرتے دم تک مذاق کرتا ہوں۔

تو میں غصہ جی ہے مسٹر عمران یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا شبنم گھٹ
وایں اچھا کہ ان کے سون پر کھڑے تھے ادھر میں پرچی ہوئی کڑیوں سے
اب میں بے بس کر دیا تھا۔



بیک زیرو کی کار آہستانی تیز رفتاری سے
دانش منزل کی طرے بڑھ رہی تھی۔ پچھل
سیٹ پر تنویر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے
زخموں سے اب تک خون دس رہا تھا بیک
زیرو کو معلوم تھا کہ ہر گز نہ ہوا تلخ تنویر کو
موت کے قریب ہے جا رہا تھا اس لئے
وہ کار کی رفتار کم کر لے کر بڑھاتا چلا جا رہا تھا
اچانک ایک دھماکے کی آواز آئی اور کار بے
توازن ہوئے بیک زیرو نے کار کو سنبھالنے

کہا بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔

کار کی رفتار چونکہ بہت زیادہ تھی اس لئے اسے سنبھالتا نہ سکی ہو گا اور پھر وہی ہوا۔ کار تیار ہوئی کما حقہ ہوتی مشین کے نیچے گڑھے میں جا کر گئی اور پھر ایک اور نمودار دکھایا اور پھر مل کی ٹانگی کے آگے پڑتی۔ ایک نیا کو جس وقت قدم بڑھایا تو اس کے چاندن طرت آگ کے شعلے دھن دھن سے اتر رہے تھے اور وہ دھن سے بھی منعقد تھا۔

نہ جانے اس کے جسم میں کیا کیا کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ آگ ابھی تک اس کے کپڑوں کو نہیں لگی تھی۔ اس نے غصے سے کہا کہ اگر چند لمحوں کی دیر ہو گئی تو وہ پھر جل کر خاک ہو جائے گا۔ اور خیر تو شعلہ اس کے کپڑوں کو برداشت نہ کر سکا ہو کیوں کہ اس کے زخم بے حد خطرناک تھے۔

تنبیہ کا خیال آتے ہی اس کے جسم میں برقی ہلچل مچ گئی۔ اس نے اپنے ہر کوڑیا اور دیر دیکھ کر اسے خود حیرت ہوئی کہ اس کے جسم کی کوئی ٹی ٹی ٹی نہیں چاندن طرت آگ کے شعلے موت کی زبان بنے ہوئے ہیں۔ آگ ابھی تک اس کے چاندن طرت دھن دھن سے اتر رہی تھی۔ ایک لمحہ کا لائن وقت تک پرکھائی ہوئی تھی۔

اس نے دایم طرت دیکھا تو کار کا دھڑلہ کھلا ہوا تھا لیکن اس کے درمیان آگ کی پادری ہوئی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو سیکڑا یا یا لیکن ٹانگیں نہیں ہوتی تھیں۔

ایک نمودار جھلکے سے ٹانگیں نکل آئیں۔

اس نے ایک لمحہ کے لئے سر موڑ کر دیکھا تو تنبیہ کھلی سیٹ سے غائب تھا دوسرے لمحے اس کے کوٹ کو آگ لگ گئی۔ اب معاملہ برداشت سے باہر تھا آگ کی درجہ سے بے انتہا گرمی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اسے جلتے ہوئے آتش میں پھینکا دیا ہو۔ اور پھر اس نے اپنی پوری قوت سے کھلے دھڑلے سے چھلانگ لگا دی۔

آگ کی دیوار پار کرتے ہوئے اس کے ہاتھ اور جھینس گئے وہ زمین پر تھکا ہوا پڑا ہوا درخت چلا گیا۔

زمین پر پڑنے کی وجہ سے آگ بجھ گئی اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اس کا تمام جسم پھوٹنے کی طرح دکھ رہا تھا جسم پر کافی زخم آئے تھے ہلکے ہلکے سسائی پڑی تھی۔ آگ کی دیوہ سے چاندن طرت درختی ہو رہی تھی اچانک اس کی نظر دھڑلے تنبیہ پر پڑی۔ جو شعلہ کار کے دھڑلے کے دھڑلے باہر آگرا تھا۔ وہ تنبیہ سے تنبیہ کی طرت بڑھا تنبیہ ابھی تک بے ہوش تھا اس نے نہیں پر ہاتھ رکھا تنبیہ کے سر سے میں چند لمحوں کی دیر تھی۔ آگ لے خودی طر پر گئی اگر اسے امداد نہ دی جاتی تو وہ ختم ہو جاتا۔

مشین بالکل سسائی تھی اس نے تنبیہ کو کاٹنے پر لاوا اور گڑھے سے ہوتا ہوا سسائی پر آگیا دھڑلے منزل دیاں سے کافی دور تھی اس نے سوچا کہ

فیڈ موجود تھا یہ عراق کی پیش بندی تھی۔
جو آج تنویر کے کام آئی۔ آدمہ گھٹے کے آپریشن کے بعد ڈاکٹر
ناروتی نے المیٹان کی سائنس فی خطرہ بالکل توہین لیکن کسی مددک دود
پر چکا تھا۔
ڈاکٹر ناروتی نے تنویر سے ناراض ہو کر بیک تیرہ کی بھی مریم چٹی کی۔



- دوسری جنگ عظیم میں نازوں کیلئے کھڑے نمایاں ہونے والے نازیوں کے بلکہ ان کے تین
- مناں جب ان کے اہم ہوائی کرپٹ کے کھٹے کے تین ہوائی کرپٹوں کے مستقبل کے تھے
- سولہ مشرقی کلاؤٹرمز ان آئیں جسے جیٹس کو توڑ دیا ہوا —
- کپٹن کون تھا — کیوں — کیا کام میں لگایا —

جمال پبلشرز بوٹھریٹ ملان

ٹیکس کا اشتہار کیا جائے لیکن اس روک پر ہوسکتا تھا کہ ٹیکس ساری
دات نہ آئی۔ اسے وہ پھنس گیا تھا اس سے تو اچھا تھا کہ تنویر جنرل ہسپتال
سہل جاتا۔ آخر اس نے دانش منزل کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ کافی دور
جانے کے بعد وہ ایک چوراہے پر آ گیا۔ ادھر سے ایک ٹرک آ رہا تھا اس نے
ٹرک ڈرائیور کی منت کی اور ٹرک ڈرائیور سے اور تنویر کو پہنچانے کے لئے
تیار ہو گیا۔ لیکن اب بیک تیرہ دے دانش منزل جانے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ
یہ یقینی تھا کہ ڈرائیور اسے چھوڑ کر سیدھا پولیس اسٹیشن جاتا اور پھر یقیناً
پولیسٹن ٹاڈک ہو جاتی۔

اس لئے اس نے رانا پطیس جانے کا خیال بنایا اور پھر وہ
رانا پطیس سے تقریباً سو گز ادھر آ رہا۔

ٹرک کے جانے کے بعد تنویر کو کاندھے پر ڈال کر رانا پطیس میں
داخل ہو گیا۔ چند لمبے بعد ڈاکٹر ناروتی تنویر کو دیکھ رہا تھا ڈاکٹر
ناروتی قابل ترین سرجنوں میں سے تھا ان کی خدمات ایکٹو کی جیم
کے لئے مخصوص تھیں۔ اس نے تنویر کو سترہاگ حالت کو فوراً جانچ
لیا۔

تنویر کے جسم میں تین گولیاں تھیں جن کا ٹکڑا بے حد ضروری تھا۔
اس نے فوراً آپریشن کا فیصلہ کیا رانا پطیس میں ایک جدید آپریشن

باس عمران سے مل کر ہزار خوش ہوگا۔
 قلاب پوش سے عزائی ہوئی آواز میں کہا۔
 "میں نے کہا اے مساجیں پردہ نکشیں کیا تم اپنے دیدار سے مشغول ہی
 رہاؤ گی۔"

عمران نے ہانک دکھائی۔
 دیا یہ سن کر غصے سے پھٹ پڑا۔
 شش اب ادب سے بات کرو۔
 کیوں کیا یہ کسی سکول کے ماسٹر ہیں۔

عمران نے اسی لمحے میں کہا۔
 لیکن روپا نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے
 قہر وں کو اشارہ کیا اور ایک لخت عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں
 پر جیسے سپارٹ ٹوٹ پڑا مشین گنوں کے بیٹ کافی زوردار پڑے تھے ایک
 لمبے بعد وہ سب بے ہوش تھے۔
 روپا نے آگے بڑھ کر بادی بادی سب کی آنکھیں کھول کر دیکھا پھر
 سلسلے انداز میں طویل سانس لی۔

بچے ہاں اب یہ بڑے ہاں تک باستانی پہنچ جائیں گے۔
 گو مسٹر روپا یہ تم نے اچھا کیا یہ تین ملحدی ہاں تک پہنچ جائیں آتا



تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد روپا
 دوبارہ کمرے میں داخل ہو گیا جس میں
 عمران اور اس کے ساتھی قیدی تھے۔ وہ
 اکیلا نہ تھا اس کے ساتھ ایک قلاب پوش
 بھی تھا روپا نے عمران کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے قلاب پوش سے کہا۔

یہ مسٹر عمران ہیں جن کو گرفتار کرتے
 کے لئے ہم سب لوگ کوشش کر رہے تھے
 دیر کی گئی۔ مسٹر روپا آپ نے ایک
 انتہائی آسان تدار کار نامہ سنا تمام دیا ہے

ہی اچھا ہے۔

پھر روپائے ایک کو اسٹارہ کیا اردو شخص خیرتی سے کرے
سے باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ کمرے کے اندر داخل ہوا۔

تیار ہے ہاس، اس نے ادب سے سر جھکا کر کہا۔

اوسے یہ کہہ کر روپائے کی طرف گیا اور پھر اس نے میز کی پتلی سامنے
لگے ہوئے کسی جتن کو دیکھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے سر میں پڑی
ہوئی کڑیاں کھل کر دوبارہ صحنوں میں گھس گئیں۔

ان کو اٹھا کر عین میں ڈالو روپائے خندوں سے کہا اور پھر باری باری ان سے
کو اٹھا کر کمرے سے باہر لے جایا گیا۔ دروازے کے پاس کھڑی ایک سیاہ رنگ
کی بند میں میں ٹال دیا گیا۔

ان کے سر پر پانچپانچ لاکھ نام ختم ہوا ہاس یقیناً آپ کو بہت بڑے نام سے
نوازے گا۔

میں ہاس کا خادم ہوں۔

روپائے آہستہ آہستہ ادب سے سر جھکا کر کہا، اردو نقاب پوش دین کے ڈراپڈ
کے ساتھ بیٹھ گیا اور دین تیزی سے چل پڑی۔



بیک زید و عمران اور اس کے ساتھیوں

کے بارے میں بے حد بے چین تھا۔ ان

کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ادھر صدر بھی گم تھا

اس کے تیرا تمام ساتھی سوائے جو اس کے

منظر سے غائب تھے تنویر زخمی پڑا تھا

بیک زید و عمران اور کپٹن شکیل کے

صاحبزادوں پر بے پناہ اعتماد تھا۔ لیکن

اس کے باوجود بھی وہ مضطرب تھا۔ اب

بیک عمران کی طرف سے کوئی کال آجانی

چلے آئی تھی۔



ایک ڈیڑھ ایک زبرد نے مخصوص ایسے میں کہا۔
ایسے پاس۔

جیسا کہ آواز اس کے کانوں سے گزرائی۔
جیسا تم اپنی کار میں ابھی جاؤ گے روپا بار میں جاؤ وہاں کسی نہ کسی طریقہ
سے تمہیں بار کے مالک روپا سے ملنا ہے طریقہ کار کا فیصلہ میں تم پر چھوڑنا
ہوں۔ عمران وغیرہ وہاں گئے تھے لیکن اب تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع
نہیں ملتی۔ تم نے روپا سے مل کر اندازہ لگانا ہے کہ عمران وغیرہ کہاں ہیں
اور اس قسم کی بات چیت اور گفتگو کرنا کہ روپا تم سے کلک جلدی
اور اگر وہ تمہیں اطلاع کرے کہ میں بھیجیں تو یہ زیادہ بہتر ہے تمہارے بالوں
کے کپ میں بڑ چار ٹرانسفر ضرور موجود ہوتا چاہئے۔ اور جی دقت تم روپا بار
میں ہاؤس کے بعد اسے ہر وقت آئی رکھنا۔ کچھ گشتی تم۔
بالکل پاس تک پہنچ جے نکور رہیں۔

جیسا کہ آواز آئی۔

اد کے

بیک زبرد سے ریسور رکھ دیا۔

چند منٹ تک وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے اٹھ کر سامنے لگی ہوئی لکڑی
کوئی اور پلاسٹک ایک اپ کوٹا شروع کر دیا اب اس کی شکل کافی بدل

ادھر آج سرور خان نے فون کر کے یہ بھی بتایا تھا کہ کپٹن فیاض بھی
کل سے گم تھا۔ اس کا کوئی پتہ نہیں مل رہا۔

بیک زبرد کی قتل جہاز تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اعلیٰ حکام علیحدہ پریشان
تھے اتنی اہم فائل کا کوئی پتہ نہیں مل رہا تھا۔ بیک زبرد فائل کی اہمیت سے
بخوبی واقف تھا

فائل میں دواصل اس منصوبہ کی تفصیل تھی جس کے اندر ایک دوست ملک
کی مدد سے ہائیڈروجن بم اور نیکیڑی تیار ہو رہی تھی۔ وہ دوست ملک اس سلسلے
میں مشغول تھا کہ یہ نہیں آتا چاہتا تھا۔ نیکیڑی کے حفاظتی انتظامات فائل کی چوری
کے بعد سخت تیزی کر دیئے گئے لیکن اس فائلوں وہ سنبالہ بھی موجود تھا جس
پر اس دوست ملک کے وزیر خارجہ کے دستخط تھے اگر وہ سنبالہ آڈٹ ہو
جائے تو یہ شہر میں الاقوامی چیچک لگیوں پڑ جانے کا خطرہ تھا اس نے اس
فائل کو ہر صورت میں دھپس کرنا انتہائی ضروری تھا یہ سوچیں بیک زبرد کو
بے حد پریشانی کر رہی تھیں۔

ایک ایک ٹو اہم تھا اور وہ بھی ابھی تک اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکا تھا آخر
اس نے کچھ سوچ کر ٹیلی فون کا رسورڈ اٹھایا اور جیسا کہ فائل کے چند طے
بعد دوسری طرف سے جیسا کہ آواز آئی۔
ایسے جو یہ ایسپیکٹ۔

جلی قی اس نے دوسری الماری سے بزم ٹرانسپیرنٹ نکال کر جیب میں ڈال
اور ایک دوا دھیز جیب میں ڈال کر پھر اپنے مخصوص کمرے سے باہر
آ گیا۔ اس نے جویا کو بغور چارہ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس کے
علاوہ اس کے خیال میں اور کوئی ضرورت نہ تھی اب وہ جویا کا تعاقب کرتے ہوئے
کے جیٹ کو گارڈ کا پتہ چلانا چاہتا تھا تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے
جام نگر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ راستے میں اسے جویا اپنی کار میں جاتی نظر آئی
اسے کلاس کرتا ہوا نکلی گیا اور دوڑ چلا گیا وہ اس سے پہلے دوپا یا نہیں جانتا تھا
چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ دپا یا میں داخل ہو گیا تھا اس نے ایک کونے پر
رکھی ہوئی ایک الگ الگ میز سجھائی مہر پر پڑے ہوئے احبار کو اٹھا کر بیٹھا
شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے میز اس کے سر پر سرور تھا۔
کافی لاؤ۔
ایک نیرو نے اسے جائیت کی اور وہ سر جھکا کر چلا گیا چند لمحے بعد کافی میں
کے میز تک پہنچ جلی قی۔
اس وقت جویا بھی باہر میں داخل ہوئی۔ بال میں بیٹھے تقریباً تمام افراد کے
نظروں اس کی طرف اٹھ گئیں بال میں چونکہ زیادہ تعداد غائب مٹاپ اندر کی قی
اس لئے بہت سے لوگوں کی نظروں میں ایک نیرو نے جوس کے سامنے ٹاپے
دیکھے اور پھر مڑا سامنے بنا کر کافی تیار کرنے لگا۔

جویا بال کے درمیان پڑی ہوئی ایک خالی میز پر بیٹھ چکی تھی میز پر ایک
کرس کے پاس پہنچا۔ اس کے ذہن پر نکل رہے تھے۔
ایک نیرو نے جیب سے بزم ٹرانسپیرنٹ جو بال چھوڑے سائز میں تھا اٹھایا
ایک فائیکسل سے چارنگھاکم نکال کر کان کے اندر چسکا دیا۔
یہ ٹرانسپیرنٹ اس کے منہ کے مشہور سائنڈن مسٹر صدیقی کی ایجاد تھی جو
نیم سائیکٹ سردی کے لئے تیار کیے گئے تھے اس ٹرانسپیرنٹ کے اوپر ایک
بیا سوٹس لگا دیا گیا تھا جو جسم کے ساتھ چٹ جاتا تھا۔ اس کو عمران کی
دراشت پر تیار کیا گیا تھا کیونکہ حکام ٹرانسپیرنٹ کانوں میں نہیں لگایا جاسکتا
تھا۔ اور اگر اس پر کوئی کال آتی تو ریسیٹ کو اٹھ کر علیحدہ جانا پڑتا جس سے
بعض اوقات اس پر شک کیا جاسکتا تھا۔
ایک نیرو نے وہ ٹرانسپیرنٹ آن کر لیا تھا اس لئے اب وہ آرام سے بیٹھا
جویا کی گفتگو سمجھ رہا تھا۔
کافی نے آؤ۔
جویا میز کو کبہ رہی تھی۔
او کے اندر۔
میٹر نے کہا اور تیزی سے لاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔
تھوڑی دیر بعد جویا کی میز پر کافی سردی کا چمکی قی جویا نے آرام سے

ہال میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ جو لیا کے گرد اکٹھے ہونے لگے وہ ب
دیکھ کر برا بھلا کہہ رہے تھے۔

نہیں کہاں ہے تمہارا مالک میں اس سے بات کر دوں گی۔

جولیا نے سختی سے کہنا

بچو کا دھڑ سے نکل کر جولیا کے قریب آ گیا۔

ماہم آپ تشریف رکھیں۔ کافنی اور آسمانی ہے۔

اس نے اپنے پیچھے کوچہ کو نرم ہنستے ہوئے کہا حالانکہ وہ چہرے سے آہستہ
نکت گیر معلوم ہوتا تھا۔

کیا تم اس بار کے مالک ہیں۔

جولیا نے اس کی طرف گھوم کر غصے سے کہا۔

ہیں ماہم اس بار کے مالک۔ دوپائیں۔

میں نے جواب دیا۔

اب اس کے پیچھے میں بھی سی ٹی آگئی تھی۔

تو میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔

جولیا نے کہا۔

ہاں میں آپ سے ملنا ضرور پسند کریں گے کیوں کہ آپ میری تینیاں اسے بھی

گتھیں۔

کافی بنائی اس کا ایک گھوٹ لیا اور پھر ایک لخت اس کا چہرہ غصے سے

ہو گیا وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اس نے کافنی کی پسائی تھیں سے

ماری ایک دھماکہ ہوا اور بال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ چونک پڑے

فٹیر تیز سے جولیا کی طرف بڑھا۔

یہ کافنی نے آئے ہو۔

یہ بار ہے یا گولی گھر۔

جولیا کی آواز غصے سے پھٹ گئی۔

بیک زبردہ چہرے دھیرے سکوا رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا کیا پا رہی ہے۔

کیا ہوا میڈم۔

دیڑھ گھنٹے گھبرائے ہوئے بھیج میں کہا۔

تمہارا سر۔ ایسی کافنی تم لوگوں کو چلتے ہو جس سے بدلو آ رہی ہے۔

کہاں ہے تمہارا مالک! میں اس سے بات کر دوں گی کیا تم لوگ پے

لیتے خدا کے نام پر کافنی چلاتے ہو۔

جولیا غصے سے جڑ جڑی

میڈم میں اور کافنی لا دیتا ہوں۔

دیڑھ گھنٹے جولیا کے غصے سے اور زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔

منجھنے نہ خند بھی میں کہا۔

شٹ اپ جو اچھی انداز اس کا ہاتھ گھوم گیا۔

منجھنے کے چہرے پر نائٹ ڈر تھی پڑا لوگ سکتے میں آگے منجھنے کی آنکھوں میں
سرخ آگئی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے
باہر آتا۔

سیٹر حیل پر دیا نظر آیا۔

کیا ہنگامہ ہو رہا ہے دیکھئے اگر جوار آداس میں کہا۔

اس آواز کے سنتے ہی بال میں انفرانفری پڑ گئی جویا کے اندر گر دھڑے ہوئے
منجھنے تیزی سے اپنی اپنی میزوں کی طرف چلے گئے۔

منجھ کا چہرہ ہنستے سے مسک رہا تھا لیکن اس نے اپنے لیے کو مر دبا ہوا جلتا
ہوئے دیکھنے سے ساری تخیل ہلا دی۔

تو تم ہو دیکھا اس بار کے مالک۔

جویا نے لاپرواہی سے دیکھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ دیکھنے آہستہ سے کہا۔

تجربے ہاں ایسی شہری ہوئی گدی کافی لوگوں کو چوٹی جاتی ہے۔

جویا نے کافی کی دست برداشتہ کرتے ہوئے کہا۔

تم سیکے ساتھ دفتر چلو وہیں آرام سے بات کریں گے۔

دیکھا کی آنکھوں میں چمک چمک آگئی۔

وہ غصے سے جویا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیوں یہاں بات کرنے میں کیا ہرج ہے؟

جویا نے پوچھا۔

شائتم ڈر رہی ہو مادام۔

میں نے خیال میں یہاں کے ماحول سے میرے کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرنا زیادہ

بہتر ہے۔

دیکھنے سے سکتا ہے ہوئے کہا۔

میں تم سے کیوں ڈروں کیا تم کہا جاؤ گے..... چلو میں

چلے کو تیار ہوں۔

جویا نے کہا اور وہ دونوں سیڑھاں چڑھ کر اوپر چلے گئے۔

بلیک زیرو اپنی میز پر بیٹھا طبیعت سے سب کچھ دیکھ رہا تھا اس نے

جنگلے میں کوئی دھل نہ دیا بلکہ خاموشی سے بیٹھا کافی پیتا رہا۔

ان کے اوپر جانے کے بعد ہال میں جویا کے متعلق چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں

اور منجھ کا منظر کے نیچے کھڑا اب بھی اچھا گال سہلا رہا تھا شائتم تھیڑا کافی زوردار

پڑا تھا۔

منجھ عاڑ۔ دیکھا کی آواز بلیک زیرو کے کانوں میں آئی۔

جولیا دھم سے سونے پر بیٹھ گئی۔

ردیانے گھٹئی بھائی، فوراً ایک بیروہ کمرے میں آگیا۔

بہتری کافی تیار کر کے لے آؤ۔

ردیانے بیروہ سے کہا۔ ادبیروہ ادب سے سر جھکا کر باہر نکل گیا۔

میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں۔ ردیانے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

مجھے جولیا کہتے ہیں۔

جولیانے اصل نام بتا دیا۔

جولیا۔ دیا چوک پڑا اور پھر بعد جولیا کو دیکھنے لگا۔

تم چوکے کیوں؟ جولیانے حیرت سے پوچھا۔

کچھ نہیں۔ کسی زمانے میں میری ایک دوست کا نام جولیا تھا۔

ردیانے بہم سا جواب دیا۔

اتنے میں بیروہ کافی سے کرا گیا۔ دیا سے کافی بھائی اور ایک بیانی اٹھا کر

جولیا کے سناٹا دکھ دی۔ جولیا دیا کو بعد دیکھ رہی تھی۔

اس کے چوکنے سے وہ کھٹک سی گئی تھی۔ کہ دیا اس کی اصلیت پہچانتا ہے اس

لئے اسے تنگ تھا کہ وہ کافی میں ضرور کوئی خواب آور دوا ملائے گا۔ لیکن اس

کے بعد دیکھنے کے بعد دوا سے اس کی حرکت نظر نہ آئی چنانچہ وہ کافی کا

طرت سے غلٹی ہو گئی۔

ہاں تو میں جولیا آپ کا پورا نام کیا ہے۔

ردیانے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

جولیا۔ ایڈلڈ مارش۔ جولیانے اطمینان سے جواب دے کر کافی کا ایک دبا

کر ڈالا۔

کیا تم عمران کی ساتھی ہو؟ اچانک ردیانے پوچھا۔

اور کافی کی بیانی جولیا کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچھ کیوں کہ اس کے گان

میں میں نہ تھا۔ کہ دیا عمران کے بارے میں براہ راست سوال کر دے گا۔

تم عمران کو کیسے جانتے ہو۔

جولیانے اس میں بیانی لاتے ہوئے ردیا سے پوچھا۔

عمران اور اس کے ساتھی کو میں نے گزشتہ کر لیٹ سے سس جولیا۔

اور ردیا کے ہاتھوں میں دیا اور چکے لگا۔

مجھے اس سس ہے میں جولیا کہ تم عمران وغیرہ کی ساتھی تھی وہ پہلے بیروہ خان

تھا کہ کہ دن تمہارے جسم کے دل آویز غلطی سے خطا تھا۔

جولیا چوک کر کھڑی ہو گئی۔

تو کیا تم مجھے گولی مار دو گے۔

جولیانے غصہ سے ہونے کی ایکٹنگ کی۔

بھئی۔ کہنے سے شاد ہو کر تم خصوصاً میرے کہنے میں کیوں آئی اور پھر اس

بلک نیردیس کر نوڈا سیر سے اٹھا اس نے بل پیسے ہی ادا کر دیا تھا
اور وہ تیر تیز چلتا ہوا کیفے سے باہر نکل آیا۔ اس نے کارڈ اسٹک کی اور تھوڑی
دور واقع ایک اور کیفے میں جا کر بیٹھ گیا۔

دوپا کے پٹن دبانے کے چند لمحوں بعد ایک بیرو پھرتی سے کمرے میں داخل
ہوا۔

لیس سر۔

جیو کو بلاؤ۔

اوکے پاس۔

بیرو واپس چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کانسٹرین میں سے جیو کا پتھر پڑا تھا اندر داخل ہوا اندر
کی پریشانی دیکھ کر وہ ایک لمحوں کے لئے ٹھکرا۔

دیکھو ٹوٹی دین کا انتظام کرو۔ بس صلاحیہ کو بڑا دے جانا ہے۔

اوکے پاس۔

ٹوٹی پھر نوڈا سیر سے جیو کو دیکھتا ہوا واپس مڑ گیا۔

تم اس کا خیال رکھو میں اس کے ساتھ جا چکا کرتا ہوں۔

دوپا نے غصے سے کہا اور خود باہر نکل آیا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر کمرے
میں داخل ہوا اور پھر اس نے گہری نظروں سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھا

طوریہ نگار کھڑا کیا میرے خیال میں تم مجھ سے ملنا چاہتی تھی اس کا مطلب
کو تھا ما کوئی نہ کوئی ساتھی تیار ہی لگائی کر رہا ہوگا۔ ویسے میں اسے چیک کر لوں گا
یہ کہہ کر اس نے ایک ہاتھ سے میز پر لگا ہوا ایک مین بلیا چند ہی لمحوں بعد
غذیہ ہاتھ میں مٹین گئی لئے کمرے کے اندر آ گیا۔

مس جیو بلاؤ سے اپنا ریلو اور نکال کر باہر میز پر رکھ دو درجہ
یہ ساتھی جیسے بلاؤ میں ہاتھ ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔
رہنا ہے اطمینان سے کہا۔

میرے پاس کوئی ریلو اور نہیں اور تم اس لئے بیٹھے ہیں اے آگے تھے۔
دوسرا عمران سے میری عزت دوستی ہے میں اس کے کسی جرم میں شریک نہیں
ہو گیا ہے احتجاجاً کہا۔

شٹ اپ۔ بشارت سے ریلو اور میز پر رکھ دو۔

رہنا ہے تجھے بھی میں کہا۔

جیو ایک لمحوں کے لئے ہچکچائی لیکن پھر غصے کو اپنی طرف بڑھتا رہا
کہ اس نے جادو سے ریلو اور نکال کر میز پر رکھ دیا۔
شکر۔ دوپا نے نیکیے انداز میں کہا۔

اب میں دیکھتا ہوں جیو ما ساتھی کون ہے۔

یہ کہہ کر اس نے میز پر لگے ہوئے پٹن کو دیا۔

یہی وہاں سے کوئی ہی مشکوک نظر نہ آیا۔ اور دیا گیا اور پھر دین میں پڑی دیا گئے ڈرائیور کو تاقب کا خاص خیال رکھنے کی ہدایت کی اور دین میں پڑی۔

بیک ڈیر دین کو لفظ سن کر کہنے سے باہر نکل آیا اور بیٹھے بیٹھے دیا گیا کی بچی گئی میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ دیا گیا ایک مخصوص دروازہ کھلی گئی میرے ماتھے سے اس لئے اسے امید تھی کہ دین اس کی میں کھڑی ہوگی اور واقعی ایک سیال رنگ کی رنگیں وہاں کھڑی تھی۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا دین کے قریب آیا دین میں کوئی آدمی نہیں تھا شاید ڈرائیور کو اطلاع کر کے گیا تھا اس سے جلدی سے حیرت سے ایک چھوٹا سا چٹا سا ڈیہ نکلا اور اس کے ساتھ ایک سلسلے شیب لگا ہوا تھا۔ اس سے پتہ چلے کہ دین کے کچھ بزرگ کے نیچے اس ڈیہ کے شیب کو چمکا دیا۔ اور پھر خود مطمئن انداز میں چلتا ہوا گئی یاد کر گیا یہ تعاقب کرنے کا محفوظ ترین انداز تھا اور یہ عمران کی مخصوص ایجاد تھی اس ڈیہ میں ایک مخصوص بے رنگ سیال تھا جو کار پٹے کے ساتھ ساتھ دھیرے دھیرے حرکت کرنا جاتا تھا۔ اسے ہر شخص نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک مخصوص ایک ہنسنے سے یہ حرکت پر پڑا ہوا دوسرے ہلتا تھا۔ اور تعاقب کرتا وہ ایک ہیں کر پڑے نام سے اس سیال کو دیکھتا ہوا تعاقب کرتا تھا۔ یہ آتش کر کے بیک ڈیر دیا گیا کہنے میں آکر بیٹھا گیا۔

اس دوران اس نے تاکہ چوٹی کو پہنچنے کا دست مار کر بے ہوش کر دیا گیا اور دیا اسے دین میں لاسنے کے احکام دے رہا تھا۔ چوٹی کو دین میں



مضمون بلیقیں ہاشمی کا
ایک شاہکار ناول
لشوریہ

جمال سیٹھ بوشیٹ نائنٹ

کب پہنچا ہے!

دوسرے سے جواب دیا۔

بھائی صاحب پانی تو لڑا دو کافی دیر کی خاکوشی سے عمران کی زبان کھل گئی تھی۔

باس کے آنے پر سب کچھ ٹٹکا کا ابھی خاکوش رہو۔ ایک نقاب پوش نے اسے ٹانٹے ہوئے کہا۔

تو کیا تیار! اس بہشتی کا کام کرتا ہے۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

کیس وہ شخص بہشتی کا مطلب نہ سمجھ سکا۔

بہشتی کیا۔ اس نے ازراہ تجسس پوچھ لیا۔

بہشتی ہمارے ہاں ایسے آدمی کہتے ہیں جو بہت سی سہ

خاکوش رہو شام ہال آکر ملے۔ نقاب پوش نے جلدی سے کہا کیوں کہ

صال میں لگا ہوا سرخ لمب حلقہ پہنے سمجھے لگا تھا۔

تو کیا میں تیار رہے باس سے ڈرتا ہوں۔ عمران نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

شٹ اپ۔ نقاب پوش غصے سے چیخ پڑا۔

بڑی بات ہے؟ جیسے سے اتنا کہ سلطان ہو جاتا ہے۔

عمران نے اسی لہجہ میں کہا۔

اس سے پہلے کہ نقاب پوش کو کئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک دہلا



ایک بہت بڑے ہال میں عمران کی پڑی

مخمل۔ جڑن۔ سلیٹی۔ جولیا۔ منورہ

سرپرست تھیں۔ ان کے پیوں پر بندے بیٹھے

تھے۔ یہ بزم کا تہی بیڈ کا ڈرتا تھا۔

غریبے یا تھن میں چھین گئیں لئے ہال کا

پارڈل کرتی ہیں کھڑے تھے اور ہال میں

نقاب پوش بھی موجود تھے وہ سب خاکوش

تھے تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا

”باس ابھی تک نہیں آیا۔“

اس نے کہا تو ہے کہ وہ آ رہا ہے

سلاطین تمامت نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سب نقاب پوش اسے دیکھتے ہی ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کرسی سمیت فرش پر لڑکھ گیا۔

باس کے اشارے پر ایک خنڈے نے آگے بڑھ کر عمران کو کرسی سمیت میدان کر دیا۔

شش شکوہ بھائی صاحب - عمران یوں ہانپتے دکھا جیسے میس میں کی دوڑ لگا کر آیا ہو۔ اس کے چہرے پر صحتیں بھر پور انداز میں جلوہ دکھا رہی تھیں۔
باس ایک کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

عمران کون ہے؟ اس کی گمیر آواز میں لالیں گونجی۔

یہ ایک نقاب پوش نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
ہوں۔ اس نے سر ہلایا۔

باقی کون ہیں اس نے دوبارہ پوچھا۔

میرے برائیاں حضرت، عمران کا بچہ انتہائی ننڈیا تھا۔

شٹ اپ۔ باس نے اسے ڈانٹا اور عمران یوں ڈر کر سمٹ گیا جیسے اس کا ہڈت قبیل ہو جائے گا۔

یہ اس کے سامنے ہیں ایک نقاب پوش نے جوں جوں عزت صدیقی اور گیش

شکیل کی طرف اشارہ کیا اور پھر صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ شکیل کو ان کے راج لاہور کا سب سے۔ اور پھر نیاں کی طرف دیکھ کر کہا یہ یہاں کی مقامی شہزادی کا پٹنٹڈٹ ہے۔
ٹھیک ہے۔ باس نے سر ہلایا وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔

پرسکشن کہاں ہے اس نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

بیک دفین سب نقاب پوش نے موڈیان جواب دیا۔
اسے غور۔

اور ایک نقاب پوش کے اشارے پر دروازے کے پاس کھڑا ہوا خنڈہ ابھر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سامان تیار ہے۔ باس نے اس سے پوچھا۔

یہ سن کر بڑبکلیں سے سر جھٹکا کر کہا۔

تے آؤ۔ باس نے کہا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کون سا سامان ہوگا شاید یہ لوگ یہاں سے بھی لگ جلیں۔

چند لمحوں بعد اس نے منہ بنایا کیوں کہ وہ نقاب پوش اندر داخل ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک بڑا کادیر اٹھایا ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اذیت کے سامان کے تعلق پوچھ رہا تھا کادیر ایک چھوٹا سا اوزار ہوتا ہے جس سے ایک ٹھکر

پتلا طویل قامت نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سب نقاب پوش اسے دیکھتے ہی ادب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کرسی سے تڑپ کر گر پڑا۔

باس کے اشارے پر ایک غصے سے آگے بڑھ کر عمران کو کرسی سے مٹھا کر دیا۔

شش شکریہ بھائی صاحب۔ عمران یوں ہانپنے لگا جیسے سین میں کی دھڑلگا کر آیا ہو۔ اس کے چہرے پر حقیقی بھرپور اغلاز میں جلوہ دکھا رہی تھی۔

باس ایک کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

عمران کون ہے؟ اس کی گھبراہٹ آباد ہال میں گونجی۔

یہ ایک نقاب پوش نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہوئی۔ اس نے سر ہلایا۔

باقی کون ہیں؟ اس نے دوبارہ پوچھا۔

میرے باقی ہیں حضور۔ عمران کا لہجہ انتہائی فداکار تھا۔

شٹ اپ۔ باس نے اسے ٹانغا اور عمران دین ڈر کر سمٹ گیا جیسے اس کا ہلٹ قیل ہو جائے گا۔

یہ اس کے سامنے ہی ایک نقاب پوش نے ہوں جوڑت صدیقی اور کیش

نیکل کی طرف اشارہ کیا اور پھر صندوق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ پیش کیا گیا ہے۔ اور پھر باس کا ہاتھ ہے۔ اور پھر باس کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ میان کی مقامی سی آئی ڈی کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔

ٹھیک ہے۔ باس نے سر ہلایا وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔

پھر کیش کہاں ہے اس نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

بیک روم میں سر نقاب پوش نے موڈ بانہ جواب دیا۔

اسے یاد۔

اور ایک نقاب پوش کے اشارے پر دروازے کے پاس کھڑا ہوا غصے سے

باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

سامان تیار ہے۔ باس نے اس سے پوچھا۔

یہ سب تیار کیونکہ نے سر جھٹکا کر کہا۔

آؤ، باس نے کہا۔

عمران سوتل رہا تھا کہ کون سا سامان ہوگا شاید یہ لوگ یہاں سے جھٹکی

چلتے ہیں۔

چند لمحوں بعد اس سے منہ بنایا کیوں کہ وہ نقاب پوش اندر داخل ہوا تھا اس کے

کے ہاتھ میں ایک ٹوک لادیر اٹھا یا سوتا تھا وہ کچھ گیا کہ یہ اذیت کے سامان کے

کے متعلق پوچھ رہا تھا کہ لادیر ایک چھوٹا سا اوزار ہوتا ہے جس سے ایک ٹوک



داؤد میں جوڑ لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب اس کا دیہ سے ان میں سے
کسی کے جسم کو ملایا جائے گا۔

عمران کو آگے لے آؤ، باس نے حکم دیا۔

اور وہ تعاقب پوش عمران کو کمرس سمیت اٹھا کر بال کے ایک تنوں کے پاس
لا کر رکھ دیا باس اس ستوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی قمیض پھاڑ ڈالو۔ اور ایک نمٹے سے اس کی قمیض کی آستین پھاڑ ڈالی۔

اسے ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ غلامو۔۔۔ آئی قمیض قمیض کا ستیا پاس کر دیا۔ عمران

نے گہرائی سے سانس لیا۔

کوئی بات نہیں تھی بل جلے گی۔

باس نے اطمینان سے کہا۔

اچھا پھر ٹھیک ہے عمران جیسے مچھلی ہوگی۔

لگاؤ بال سے آہستہ سے کہا۔

اور ان میں سے ایک تعاقب پوش نے کا دیہ کا سر پرچہ گنگ میں لگایا اور ایک منٹ

بعد جب کا دیہ سرسبز ہو گیا تو اس نے اسے عمران کے بازو کی طرف بڑھایا۔

بلیک زیرو سیال کی مدد سے تعاقب
کرتا ہوا اور حکومت آپہنچا، تعاقب گنگس میں
کی ایک وسیع دعویش کو بھی پرستہ ہو
کوٹھی پر نہ کوئی نیم پڑیٹ لگی ہوئی تھی اور
نہ کوئی نیم پڑیٹ موجود تھی کوٹھی کا بھانک
بند تھا اس نے کافی آگے جا کر ایک پھوٹی
گلی میں اپنی کالنگی اور انکر خود کوٹھی کی
بھٹی ملنے لگی اندھیرا کافی بڑھ گیا تھا
اس نے لے دیکھ لے جانے کے امکانات کم تھے

تاکرتم بتا سکو کہ ایک سو گول گئے۔

باس نے بڑے اطمینان سے تواب دیا۔

میں سے بتایا تو بے کرا ایک سو میسے پالتو طوطے کا نام ہے۔

تم نہ کہہ کر دہی یہ طوطا ان میں بدل جائے گا۔

اچھا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کادیہ جادو کا ہے۔

ہاں۔

اور پھر اس کے اشارے سے نقاب پوش نے کادیہ دوبارہ عمران کے بازو

پر لگا دیا۔ عمران کے بازو سے چربی نکل آنے لگی۔

عمران کی آنکھوں میں وحشت کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔

کچھ شکیں نے آخر ایک ترکیب سوچ لی۔ بازو کی رسیاں کھولنا تو اس کے

لئے کوئی مشکل نہ تھا اس سلسلے میں تو اس کے ہاتھ کا مخصوص کنگن کافی تھا لیکن

اصل مسئلہ بال کی پوریشن پر تاج پانا تھا۔ آخر اس سے عمران کی تعلیم برداشت

نہ ہو سکی اس نے کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنے پر غل برابر ہونے کا فیصلہ کیا اور

چھوٹے بعد اس کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

عمران اب بالکل خاموش تھا اس کے دونوں بازوؤں پر کافی زخم آچکے تھے

لیکن عمران کے منہ سے ایک سہل سہل نہ نکلی۔

اس لئے آزاد ہونے ہی اور اصرار نہ نظر ڈالنا شکریہ تھا کہ سب لوگوں کی توجہ



کادیہ عمران کے بازو سے چسٹ گیا اور

کے سینے کی سرنڈر بال میں پھیل گئی۔ چرب

نے آنکھیں بند کر لیں لیکن عمران کے چہرے

پر ایک عکس بھی نہ آئی اس میں سے چہرے

پر سب سے پہلے سہل سہل کی طاری تھی کچھ شکل

سود رہا تھا کہ رسیاں سے چسٹا دیکھ

حاصل کیا جلتے کوئی ترکیب اس کی کوئی

ہنسی آئی تھی۔

آخر تم یہ تشدد کیوں کر رہے ہو عمران

نے سہ پہلے سہل سہل کی سے پوچھا۔

عمران اور کینٹی شکیل کے علاوہ باقی سب لوگ چلے جائیں۔

عمران تم کام کر سکتے ہو! بلیک زبرد کی نظر عمران کے بازوؤں پر پڑی جو

پڑے تھے۔

بالکل عمران نے کہا۔

تو میرے ساتھ۔

اور پھر عمران اور کینٹی شکیل بلیک زبرد۔۔۔۔۔ بال سے باہر نکل

کے سڑکی کو بھی خالی تھی وہ تینوں بھاگے ہوئے چھانک پر پیچھے بلیک زبرد

دیکھا کہ سیارہ دین بھی غائب تھی۔

چھانک کھڑا ہوا تھا۔

وہ تینوں دوڑتے ہوئے لڑکھڑکے

طوطے اڑ گئے۔ اس عمران نے بلیک زبرد کو مخاطب ہو کر کہا کیوں کر لڑکھڑکے

ادھر پھر ٹاؤن کی روشتی میں اسے ایک ٹیوب نظر آئی اس سے پھرتی ہے

بوند کے پٹی دبانے شروع کر دیے ایک پٹی کے دبانے سے ہی بال

جگمگا گیا۔

گلی میں اس کا کار کھڑی تھی۔

لیکن عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

شٹ اپ عبدی کر دقت کم ہے۔ ایک ٹیوب تلخ ہلچے میں کہا اور عمران

اتنے میں بلیک زبرد دشتان توڑ چکا تھا ادھر دوسرے لڑکے اس کے پیچھے پھرتا ہوا کار میں بیٹھ گیا۔

چھوٹا گادی دھیر دھیر کے بل فرش پر آگرا۔

ایک زبردست تعاب آتا رہا۔

کچن شکیل نے جلدی سے اس کے چہرے پر نظر ڈالی یہاں۔

میں ایک آپ میں ہوں شکیل۔ ایک زبردست شکیل کا انا وہ
چکاتھا۔ کچن شکیل جینے کر رہ گیا۔

کامیں چونکہ اندھا تھا اس نے کچن شکیل اسے اچھی طرح دیکھ کر
چہرہ دیکھ کر بیک زبردست وہ مخصوص عینک پہانی اسے دیکھ کر

سے اطمینان کا سانس لیا۔ اب وہ بچ گیا تھا۔ کہ مجرم کس نہیں جانتے
ان کی کارٹر بنڈاری سے دیکھ کر ڈنڈا ہونے جانی جاری تھی کچن

حیران تھا کہ باس کہاں جا رہا ہے جگر مجرموں کی کار کس نظر بھی نہیں
رہی تھی وہ ابھی تک تعاقب کے اس طریقے سے بے خبر تھا اس نے اس
حیرت بھرا تھی۔

کھدو تھی رہی اور پھر اس کا رخ سامنے سمندر کی طرف ہو گیا عمران کو
مجری سمندر کی جانب جاتے دکھاؤں کر رہے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی سمندر سے کافی دیر ایک گودی کی طرف مڑا
جب ایک موٹر گاڑی آگے بڑھے تو وہ سمندر کے کنارے مجرموں کی

نظر آئی۔ مجرم ایک لالچ پر چڑھ رہے تھے جب تک ان کی گاڑی سامنے
نہیں پہنچے مجرموں کی لالچ بند میں کافی دیر جا چکی تھی بیک زبردست عمران

کچن شکیل پھر تپ سے کار سے نکلے انہوں نے ادھر ادھر نظر ڈھٹائی کوئی لالچ

کچن نظر آئی۔

کچن شکیل باؤسی سے ہاتھ ملے لگا لگا بیک زبردست جیب سے ایک
موسیئر نکال لیا وہ اس پر کسی کو لال کر رہا تھا۔

ہیو نیول ہیڈ کوارٹر، ہیو نیول ہیڈ کوارٹر، وہ تیزی سے بولی رہا تھا عمران
بڑے اطمینان سے چاندن طرف دیکھ رہا تھا۔

زمنوں کی وجہ سے اس کی تعلیم کافی بڑھ گئی تھی دوسرے سمندر کی سہارے
یہ اس کے زمنوں پر تنگ چھوٹ دیا تھا۔

لیسن نیول ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔ مٹا نیوٹ سے دوسری آواز ابھری۔
ایک ٹو سپیکنگ اور۔

کوٹھنر، دوسری طرف سے خامدہ آپریٹ تھا۔

بڑسیکس ہوں کس ایک ٹو جلدی سے نیول کمانڈر سے رابطہ قائم کرادو
او کے سر آپریٹ کی آواز آئی۔

چند منے بعد نیول کمانڈر لطیف الرحمن کی آواز ٹرانزیرٹ پر ابھری۔

لیسن، نیول کمانڈر لطیف الرحمن سپیکنگ۔

دیکھیے ایک لالچ مجرموں سمیت گودی بڑے سے کسی طرف گئی ہے اپنی تمام
جو کہیں کو اطلاع کر دو اور ایک تیز رفتار لالچ گودی بڑے پر فوراً مجبور اور جلدی

بلیک زبرد نے حکم دیا۔ اور کہیں شکیل ایک ٹوکے اختیارات پر مشورہ رہ گیا۔
انکے سر۔

اودا شید آل۔ بلیک زبرد نے یہ کہہ کر ٹال سیمٹر بند کیا اود پھر اسے حیرت
میں ڈال دیا۔ اور پھر کٹیں شکیل کو حکم دیا کہ کار کی ڈنگی میں سے تین شکیل
اود جیس کے تریب نام نم نکال لائے کہیں شکیل پھر قی سے کار کی طرف بڑھ
گیا۔ کوئی پندرہ منٹ بعد ایک لاپچ تیزی سے ان کی طرف آتی ہوئی نظر آئی۔
وہ لاپچ ان کے پاس آکر دکی دہ تینوں پھر قی سے اس پر سوار ہو گئے۔

ٹھانڈی دھم ہیں رہو یہ کہہ کر بلیک زبرد نے لاپچ ملادی لاپچ واقعی تیز رفتاری
تھی اور پھر بلیک زبرد لاپچ کو پوری سپیڈ سے چلا رہا تھا اس کا رخ ادھر تھا
جہاں پھر ان کی لاپچ گئی تھی۔

مک کی نامور ادیبہ عذرا بانو غفرانی
کی اہم تحریر

شبنم

قیمت تیس روپے
جمال پبلشرز
بومہ رحمت ملتان



مجرموں کی لاپچ پوری تیزی سے سمند
میں جا رہی تھی اس پر چار آدمی تھے اب
انہوں نے غلبہ اتار دیئے تھے وہ چاروں
کے چاندن غیر ملکی تھے ان کا لباس دورین
لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا۔
مشرق کی طرف چلو۔

اس نے لاپچ چلوے داسے کو حکم دیا۔
اود لاپچ کارن مشرق کی طرف ہو گیا۔
باس مجھے حیرت ہے شکیل نے ریلوں
سے کیسے ہاتھ آدا کر لئے۔ ان میں سے

ایک آدمی سے پاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ۔ تم لوگوں کی بیوقوفی نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔

پاس ٹکڑی بات کا بے کوہے نائل ہمارے پاس محفوظ ہے۔

ہم ان کی پہنچ سے کافی دور نکل آئے ہیں۔

داصل غلطی مجھ سے ہوئی تھی فوراً پھر آپریشن شروع کرادینا چاہیے

تھا میں ایکٹو کے پکڑیں چڑ گیا۔

پاس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پاس یہ سجاویشن کو اب بھی ہو سکتا ہے ان میں سے ایک ہے کہا۔

ہنسی اب وہ پوری طرح چمکے ہوئے بولے اوروں اب ایکٹو کی سدی

تیم میدان میں آبلے گا ہمیں چاہیے تھا کہ ایکٹو کا پتہ چلے کی بجائے ان

سب لوگوں کو کوئی مار دیتے۔۔۔ ایکٹو ایکٹو کیا کر سکتا تھا۔

پاس ادھر ایک چمک ہے۔ لا پتہ دالے ہے کہا۔

چمکی سے تڑکڑا رہا۔ پاس نے حکم دیا۔

اور لا پتہ کا رتہ فزائیل ہو گیا لیکن پھر انہیں چمکی سے ایک لا پتہ اپنی

طرح آتی نظر آئی۔

خطرہ پاس نے کہا۔

انصاف پھر ان سب کے ہاتھوں میں رہیں گئیں نظر آرہی تھیں۔

جتنا تیز چلا سکتے ہو چلاؤ پاس نے حکم دیا۔

اور لا پتہ بجھنے سے آگے بڑھ گئی۔ اب وہ پوری سپیڈ پر چل رہی تھی

چمکی کی لا پتہ ان سے کافی پیچھے رہ گئی تھی شاید وہ اتنی تیز رفتار نہ تھی

اور تیز چلاؤ۔

پاس نے چیتے ہوئے کہا۔

پاس لا پتہ آگے سپیڈ پر چل رہی ہے

لا پتہ چلائے دالے ہے کہا۔

پھر ان کی لا پتہ کی رفتار یکدم آہستہ ہو گئی۔

کیا ہو گیا۔

پاس غصے سے جیٹا۔

سر پڑول ختم ہو گیا۔

لا پتہ چلائے دالے سے دھڑکتے ہوئے کہا۔

کیا پاس کے ساتھ سب چمک پڑے۔

اور پھر پاس کی شین گئی نئے آگ لگی اور لا پتہ چلائے دالو۔ ایک

تدواریں صبح سے اچھلا اندر سندھ میں جاگرا۔

گرہا۔

پاس نے کہا۔

اب کیا کریں باس۔ تھاقب کرنے والی لاپچ علیہ ہی ہیں پکڑے گی۔
علیہ سے غوط خوری کا لباس پہن لو یہاں سے منزل زیادہ دور نہیں
اور پھر جلد ہی منت بعد وہ چاندوں غوط خوری کا لباس پہن کر سمندریں کو درگاہ
لاپچ سمندر کے سینے پر ڈول رہی تھی اس کا انجمن بند ہو چکا تھا۔



عمران وغیرہ کی لاپچ تیزی سے دوڑ رہی
تھی ان کا رخ اس چوکی کی طرف تھا جہاں
سے ٹرانسمیٹر پر انہیں اطلاع ملی تھی کہ ایک
لاپچ دیکھی گئی ہے تھوڑی دیر بعد انہیں
ایک لاپچ مددتی ہوئی نظر آئی ایکس اس کا
رنگ تباہ تھا کہ وہ لاپچ سرکل دی ہے۔
تھوڑے سے وقفے کے بعد وہ لاپچ کے قریب
پہنچ گئے۔
کھڑکی ہے وہ لاپچ۔ عمران نے چیخ
کر کہا۔



مکسی
نامور
ادیبہ

عزرا خانہ
عرشی بنائے

سچی امت ستارہ

یقیناً
تیس روپے

جمال بلیٹرز۔ ایویر گلیٹ۔ ملتان

میں لباس اوردے دو اور تین لباس بیچ آکسیوں کی بڑی ٹیکوں کے ان کے
 لباس پہن گئے تینوں نے عیدی سے وہ لباس پہنے پھر انہوں نے پانی میں چلنے
 والی ٹھنڈی گیلیں بھی ان سے لیں اور انہیں وہیں ٹھنڈے کا حکم دے کر سمند میں
 کود گئے وہ کافی دیر تک سمندر کے اندر تیرتے رہے لیکن کوئی شخص انہیں نظر نہ
 آیا۔ اور کوئی نہ خبر نہ۔ ایک زبرد اور عمران کے لباس میں لگے ہوئے ٹرانسیٹر
 پر کپڑے ٹھیک کی آواز ابھری یہ خصوصی طرز کا ٹرانسیٹر ہر غوطہ باز کے لباس میں
 لگا ہوتا ہے تاکہ وہاں پس میں آسانی سے بات چیت کر سکیں اور ادھر دیکھنے میں
 جہر کپڑے ٹھیک کی آواز نہ اٹھائے۔ اشارہ کیا انہیں کافی دور سمندر کے اندر ایک دھیرے نظر آیا
 وہ تینوں سن طر تیرتے گئے۔ نزدیک آئے پر انہیں ایک بڑا گھونگھ نظر آیا۔
 آنا جانا گھونگھ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا نزدیک آکر ان کی آنکھیں حیرت
 سے پھٹ گئیں کیوں کہ جس کو وہ گھونگھ سمجھ رہے تھے وہ دراصل ایک بہت
 بڑی آبدوز تھی جس کی شکل گھونگھ جیسی تھی۔ آبدوز پانی میں ساکھی کھڑی تھی۔
 وہ تیرتے ہوئے اس کے نزدیک آگئے لیکن آبدوز کا کوئی دروازہ نظر نہیں آ رہا
 تھا انہوں نے اس کے ہاؤس طرٹ چکر لگایا لیکن بے سود اسی وہ اس انجن میں
 تھے کہ کیا کیا جانے۔ اچانک انہیں آبدوز کی ایک طرف سے دروازہ کھلتا نظر آیا۔
 وہ تینوں آبدوز کی مختلف سائڈوں کی آٹھ میں ہو گئے دو دروازہ کھلا اور اس
 میں سے ایک غوطہ خور باہر نکلا وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کپڑے ٹھیک کی

بھری سپاہیوں نے ایک طرف اشارہ کیا۔
 اور ان کی لاپٹاپ پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگی کافی دور انہیں سمندر کے سر
 پر ایک سیلابی تیرتی ہوئی نظر آئی عجیب وہ اس کے قریب آئے تو وہ غالی تھی اس
 کا انجن بند تھا ان کی لاپٹاپ اس لاپٹاپ کے قریب آکر رک گئی عمران اور کپڑے ٹھیک
 جھپکے اس لاپٹاپ پر چڑھ گئے۔
 سروس کا پٹرول ختم ہو گیا ہے۔ عمران نے بیک زید کو بتلایا۔
 ہمیں تو غم کہاں لگے؟ بیک زید نے انہیں آمیزہ لہجے میں کہا کیوں کہ دور
 تک سمندر سپاٹ تھا ساحل بھی دیاں سے کافی دور تھا اس لئے یہ بھی ممکن نہیں
 تھا کہ غم تیر کر ساحل پر جا پہنچے ہوں۔
 لباس یہاں ایک غوطہ خوری کا لباس پہنا ہوا ہے۔
 اتنے میں کپڑے ٹھیک کی آواز آئی وہ کہیں کی خوشی رہا تھا۔
 اب سمجھیں آگیا غم غوطہ خوری کا لباس پہن کر سمند میں کود گئے ہیں بیک
 زید نے جواب دیا۔
 اتنے میں سروس کی لاپٹاپ بھی ان کے قریب پہنچ چکی تھی۔
 تم لوگوں کے پاس غوطہ خوری کے لباس ہیں۔
 عمران نے ان سے پوچھا۔
 یہ سروس کی آٹھوں نے جواب دیا۔

عوط خور سے زیادہ نزدیک تھا چنانچہ وہ چہرے سے آگے بڑھا اور پھر اس سے تن کہ وہ عوط خور پر چکا۔ کپڑی شکیل اس سے لپٹ گیا اچانک دھکے سے جرم کی گئی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اس کے ہاتھ میں گئی نہ دیکھ کر کپڑی شکیل نے اسے چھوڑ دیا وہ تیزی سے مدد مانے کی طرف بڑھا لیکن کپڑی شکیل کی گئی سے شمل نکلا اور پھر وہ عوط خور پر پڑے گا۔ چند لمحوں بعد وہ عوط خور پر ہو کر سمندر کی سطح کی طرف جاتے گا۔

مدد مانے ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ تینوں آہستہ سے اس کی طرف بڑھتے گئے چند لمحوں بعد وہ تینوں آہ دوڑ میں داخل ہو چکے تھے عمران سب سے آخرین تھا اس نے پیٹ کر آبدار کا مدد مانہ نذر کر دیا ہر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا میرے خیال میں عوط خور کا لباس اتنا دینا چاہیے تاکہ مجھے اور دھڑے میں آسانی دے عمران نے کہا۔

اور پھر بیک نذر کے کمرے پر سب نے وہ لباس اتار دیا۔ بیک نذر آگے بڑھا اس نے سائل کا مدد مانہ کھولا تو ایک اسپتال کی نالی اس کے سامنے پرک گئی۔

”سپتال“۔ ہسپتال والے آدمی نے تیزی سے کہا لیکن بیک نذر دھنیں جانتا تھا کہ اس کے جواب میں کیا کہنا ہے چنانچہ اس نے چہرے سے ہسپتال کی نالی پر ہاتھ ڈال دیا۔ ہسپتال فوراً اس کے تبصرے میں آگیا کیونکہ ہسپتال والا بیک نذر

نکل دیکھ کر ششدر ہو گیا تھا۔

وہ سون رہا تھا کہ یہ کون ہے! اور اور پھر سائینس لگا ہوا تھا چنانچہ بیک نذر نے فوراً ایسی دہائی اور چہرے سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ایک منٹ بعد وہ مردہ پڑا تھا عمران اور کپڑی شکیل بھی اندر آگے اس شخص کی لاش گھسیٹ کر لائیں اسے اس چھوٹے کمرے میں ڈال دی یہ ایک مٹی کی گیلری تھی جس کے دونوں طرف کمرے بنے ہوئے تھے انہوں نے نزدیک کمرے کا مدد مانہ کھولا یہ روش لگا سٹور تھا کیوں کہ اس میں خفتم کام لگا ہوا تھا۔ تینوں نے وہاں سے مٹی میں گھس گئے اٹھائیں وہ آگے بڑھے اس سے پیچ کر وہ آگے بڑھے ایک کمرے کا مدد مانہ کھولا اور ایک شخص تیزی سے باہر آیا بیک نذر کی مشین گئی شمل آگے مشین گئی کی قوت موٹہٹ میں اس کی پیچ و بھاگ گئی پھر لیں عورتوں ہوا ہے آبدار میں آفراتفری ہو گئی وہ تینوں چہرے سے اس کمرے میں گھس گئے اس نے وہ شخص باہر نکلا تھا۔ اندر تین غیر مٹی کے کمرے تھے عمران نے پہچان لیا کہ ان میں سے ایک وہی باس تھا حالانکہ باس کے منہ پر نقاب نہ تھا لیکن اس کے جسم کی بناوٹ سے وہ کچھ گیا تھا۔ اپنی طرف تین مشین گھس گئیں اٹھی چہرے کے منہ سے ہاتھ اٹھائے اتنے میں گیلری میں جھلکے ہوئے قدموں کی آوازیں آتے گئیں۔

عمران مدد مانے کا خیال رکھو۔ بیک نذر نے مخصوص آواز میں کہا۔

سب تو ختم شاعروں کا کرشمہ تھا یہ شعاعیں ابھی حال ہی کی ایجا دھیں۔ ان
شاعروں کو پہلا کرتے دلا آکر دروازے پر لگا دیا جاتا تھا جب دروازہ کھلتا تو
ان شاعروں کی وجہ سے کمرے میں ہوا کا دباؤ بڑھ جاتا اور اس دباؤ کی وجہ
سے پانی کمرے کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا جس دروازے سے وہ داخل ہوتے
تھے وہاں بھی مٹا دیسی سسٹم لگا ہوا تھا۔ بلیک نیرور پھرتی سے دروازہ
بند کیا بجرا آبدوز سے نکل گیا تھا۔ وہ دوبارہ انجن روم میں داخل ہوئے وہاں ان
کی نظر شیشی میں گئے برے بلب پر پڑی جو تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔
قوما واپس چلو۔ چھوٹے لید آبدوز چھٹ جائے گی۔

بلیک نیرور نے کہا۔

تو کیا ہم اس شیشی کو توڑ کر آبدوز کو ہینس بچا سکتے

ہیں؟

برگر ہینس اب وقت گزر چکا ہے

عوان نے کہا۔

پھر وہ تیزی سے بڑھیاں چڑھتے ہوئے گیلری میں آئے گیلری سے ہوتے
برے وہ اس کمرے میں پہنچے انہوں نے تیزی سے دوبارہ غوطہ خوری کے
ہاس پیسے اور پھر وہ دروازہ کھل کر آبدوز سے باہر سمند میں داخل ہو گئے
وہ تینوں تیزی سے تیر رہے تھے وہ آبدوز سے زیادہ سے زیادہ دور ہونا چاہتے

اک سے ان کی توجہ ذرا سی ٹٹی تھی کرا چانگ ان کا لباس نزدیکی میں بڑھ رہا
ہو دیا چکا تھا۔

کیٹین شیشی کی مٹی کی گوبھی دو فلٹب پوش تو ہیں ٹھہر گئے کیٹین
ان کا لباس کھڑا تھا۔ وہ بگڑ بیچے مٹی کی گوبھی۔ ہاس پیچے فاسٹ ہو چکا تھا
نرس بل چکا تھا۔ اتنے میں دروازہ کھلا..... اور عمران کی گوبھی میں
دروازے پر تینوں وی پڑے شپ رہے تھے۔

بلیک نیرور چمکا۔

اور وہ تینوں گیلری میں آگئے۔

گیلری خالی تھی انہوں نے پھرتی سے باقی کمرے دیکھ ڈالے کیٹین سب عالم
گیلری کی دوسری سائڈ میں ایک دروازہ بنا ہوا تھا وہ تینوں اس میں داخل
گئے یہاں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں وہ تیزی سے سیڑھیاں آڑ کر پہنچ گئے
وہ انجن روم میں پہنچ چکے تھے۔

انجن روم میں انہیں خالی بلا سائڈ آبدوز میں زیادہ لغزی نہ تھی۔ اور وہ
آدنی جگہ گیلری میں مارے گئے تھے ابھی روم میں کام کرتے تھے وہ سب
دار مجرموں کے سربراہ کو ڈھونڈ رہے تھے انجن روم کی سائڈ میں ایک
جب وہ اس میں داخل ہوئے تو اس کا دروازہ انہیں کھلا ملا لیکن جبریت
تھی کہ دروازہ کھلا ہونے کے باوجود پانی اندر نہیں آ رہا تھا عمران بچ کر

جرموں کا بعد تباہ ہوئی تھی۔ بلکہ نیرد سے جواب دیا۔

آبدوز۔ نیول کمانڈر کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

سرطان کا ڈر تم وقت ضائع کر رہے ہو۔

خود اپنی کاپڑ منگوا دو۔

اور نیول کمانڈر خود اپنی لاپچ کی طرف دوڑ گیا شاید اس کی مخصوص لاپچ

میں خطرہ نہ طرقت تھا۔

پندرہ منٹ بعد ایک ہیلی کاپٹر ان کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

ہیلی کاپٹر سے سیرٹھی نیچے ٹھکانے کی اور پھر باری باری عراق کی پٹی خشکیں

اور ایک نیرد ہیلی کاپٹر پر چڑھ گئے۔ عراق سے بلکہ نیرد سے دور میں لے لی۔

اور نیچے سمندر کی طرف بغور دیکھتے لگا۔ ہیلی کاپٹر سمندر کے اوپر پرواز کر رہا

تھا وہ سطح سمندر پر اڑ رہا تھا۔ پھر دور وہیں ایک لاپچ سمندر کے سینے پر ترقی

ہوئی نظر آئی۔ وہ ہیلی کاپٹر اس لاپچ کی طرف بڑھ گیا جب وہ اس لاپچ کے

نریب پہنچا تو وہاں وہیں ایک آدمی شیشی گن لئے کھڑا نظر آیا۔

پراسرار، عراقی سے ہانک لگائی۔

اور ہیلی کاپٹر ڈاٹھری پر ہو گیا۔

ہم بھڑک لاپچ کو تباہ کر دو۔

بلکہ نیرد سے کیپٹن شکیل کو حکم دیا اور کیپٹن شکیل نے ہیلی کاپٹر کے

تھے۔ جب وہ کافی دور آگئے تو سمندر میں ایک شعلہ سا ایک بے پناہ لہریں پیدا

ہوئیں اور اس گھونگھڑ نا آبدوز کے ٹکڑے اڑ گئے اب وہ سطح کے نویسہم پہنچ

چکے تھے لہروں نے چند منٹ کے لئے انہیں سمندر میں خوب اچھا لایا لیکن پھر وہ سطح

سمندر میں پہنچ گئے۔

جیسے ہی وہ سطح سمندر پر اترے انہیں کچھ دور بہت سی لاپچیں نظر آئیں وہ

تیزی سے ان لاپچوں کی طرف بڑھے یہ لاپچیں آسمان میں چار تھیں جب وہ لاپچوں

کے نزدیک پہنچے تو انہیں نیول کمانڈر دیکھا، اس نے ایک لاپچ میں کھڑا نظر آیا۔

وہ دوسری لاپچ پر چڑھ گئے وہ سیدھے کہیں میں گئے تاکہ غلط خودی کا

بیس تار نہ لگیں۔ انہوں نے دس آٹا۔ بلکہ نیرد سے دوبارہ نقاب مزید لگا

لیا تھا وہ نیول کمانڈر کے سینے پر نقاب کے ہتھیں آنا پاتا تھا۔ وہ باہر گئے

نیول کمانڈر نے ان کا لاپچ پر آچکا تھا۔ وہ سیدھا بلکہ نیرد کی طرف

بڑھا کیوں کہ وہ نقاب کی وجہ سے کچھ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

کوفہ غوطہ خود تو اُدھر نہیں آیا۔ بلکہ نیرد سے خود آچکا تھا۔

توسرے۔

ہوں تو خود آچکا سیرٹ پر ایک ہیلی کاپٹر منگوا دو جو غوطہ خودی کا لباس پہنا

فرار ہو گیا ہے۔ وہ کہیں نہ کہیں فرار ہو کر لے گا۔

یہ سمندریں کیا دھڑک رہا تھا جناب۔ نیول کمانڈر سے پوچھا۔

ویش بورڈ میں پڑا ہوا ایک دستہ ہم نکالا اس کا ایک کپڑا لٹکانے کو انکو
سے دیا گیا پہلی کاپڑا ہوا دوبارہ لاپڑ کے اوپر پہنچ رہا تھا لیکن لاپڑ پر لپکی
مک جرم مشین کی سیدھی کٹے ہوئی کاپڑ کو نشانہ بنانے کے لئے تیار کر دیا تھا
جیسے ہی پہلی کاپڑ لاپڑ کے عین اوپر پہنچا، کیپٹن شکیل نے نیچے جھک کر ہم
چیک دیا، اس سے پہلے کہ اس کا جسم دوبارہ پہلی کاپڑ کے اندر ہوتا تھا
گوں کی گرہوں کو بوجھاڑتے ہوئے کاپڑ کو ایک گونی کیپٹن شکیل سے باز دیں گھس گئی
اور کیپٹن شکیل اپنا تھانہ برقرار رکھ سکا چنانچہ وہ الٹ کر پہلی کاپڑ سے
باہر آگیا اور پھر اس کا جسم تیزی سے سمندر کی طرف ہلکے لگا جرم کائنات سے
حد تک رہا گوں پہلی کاپڑ کی شیشیں میں گم چکی تھیں اور پہلی کاپڑ ڈبے کا
کیپٹن شکیل کا چھکا ہوا جسم بھی پڑھ مٹا ٹیڑھے میں سر پر ہیشا اور پھر لاپڑ کے
ٹھکانے سمندر میں بکھر گئے۔

نیچے کو درجیک زبرد نے تیزی سے کہا

اور پھر دوسرے لمحے ایک زبرد اور عمران سمند میں کود گئے اس سے پہلے
کہ پہلی کاپڑ کا پائلٹ نیچے کودتا پہلی کاپڑ ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور
دونوں کے ٹکڑے ہوائیں بکھر گئے بیک زبرد اور عمران تیزی سے سمندر میں گئے
گئے کیپٹن شکیل دوبارہ سمندر کی سطح پر پہنچ چکا تھا اس کے بازو سے خون
تیزی سے بہہ رہا تھا اس نے اپنے سے تھوڑی دور جرم کو بھی پانی میں تیرا

اور پھر دوسرے لمحے ایک زبرد اور عمران سمند میں کود گئے اس سے پہلے
کہ پہلی کاپڑ کا پائلٹ نیچے کودتا پہلی کاپڑ ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور
دونوں کے ٹکڑے ہوائیں بکھر گئے بیک زبرد اور عمران تیزی سے سمندر میں گئے
گئے کیپٹن شکیل دوبارہ سمندر کی سطح پر پہنچ چکا تھا اس کے بازو سے خون
تیزی سے بہہ رہا تھا اس نے اپنے سے تھوڑی دور جرم کو بھی پانی میں تیرا



دانش منزل کے ہال میں سیکرٹریز
کے تمام جبر موجود تھے۔

انہیں تو یہ بھی تھا اب وہ تندرست
صحت خد ہوا تھا ابھی کمزوری باقی تھی
تھوڑی دیر بعد ٹرانسپیر کا بلب جل اٹھا اور
جولیا نے جو ٹرانسپیر کے پاس بیٹھی تھی تیزی
سے ایک بٹن دبا دیا۔

ٹرانسپیر نے ایک شو کی آواز بجری۔
پلو جیو! ایک شو نے مخصوص لمحے میں کہا
یس سر۔ جولیا نے جواب دیا۔

ہوتا ایک زبرد کی لات جرم کے سینے پر پڑی اور تکلیف کی دھڑ سے نچر اس کے
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور کوئی چارہ نہ دیکھتے ہوئے جرم نے کپڑے کی شکل کی گرد
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی۔ جرم کے ہاتھوں میں ہے پناہ طاقت تھی کیونکہ شکل کی
دم گھٹنے لگا اس نے لگیں میلانے کے لئے اپنا ہاتھ لہرایا لیکن اس سے پہلے
کہ اس کے لگیں کا دائرہ جرم پر پڑتا جرم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی عمران کا درد دور
جرم کی کپڑی پر پڑ چکا تھا اور دوسرے لمحے ایک زبرد کی لات جس کی کمر پر لگی
کے منہ سے خون بہنے لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

تینوں نے اسے سنبھالا اور سب سمندر پر آگئے انہیں اپنی طرہ ایک سرکل کی
لاٹچ پر دستی نظر آئی شاہد وہ پہلی کا پڑ کو تباہ ہوتے دیکھ کر ادھر آگئے تھے اور
نزدیک پہنچی اور وہ جرم کو لئے ہوئے واپس پر سوار ہو گئے۔

ملک کی نامور ادیبہ عذرا بانو عرشی بی اے کی انٹیمٹ تحریر
ایک حقیقت جس کی کلک آپ اپنے
دل میں محسوس کریں گے۔

شاہنام

ایک الہز اور مصوم لڑکی کی داستان جو ذات پات کی
صلیب پر چڑھا دی گئی و جیہ مصمصیت اور وفا کی ایک ایسی کہانی
جس میں آئینہ ہیں اور آئینہ بھی۔ اصلی لطافت - قیمت - ۳۳

جمال پیشرز۔ بوہر گیٹ ملتان

کیا تمام میرے جو رہیں۔

سین سر

اے کے ہم لوگ کیس کی تفصیل سننے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں اس کیس کو حل کرنے کے لئے ہم سب کو بے پناہ کام کرنا پڑا ہے تو یہ تو اس مسئلے میں مرتے مرتے بچا۔ بہر حال میری طرف سے اسے نئی زندگی مبارک ہو۔

یہ کیس دراصل بہت الجھا ہوا تھا مجرموں کی تنظیم کا نام ساہولیٹے آگرا تھا۔ ساہولیٹا اگر جیسپاوی زبان میں گھر گھر کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان مجرموں کا سربراہ ایک ہسپانوی تھا اور دوسرا ان کی آبدھند گھر گھر کی شکل کی تھی اس لئے انہوں نے اپنی تنظیم کا نام ساہولیٹ آگرا رکھ دیا تھا ان کا ہیڈ کوارٹر وائل

ایک یورپی ملک میں ہے جسے ملک میں ہی کی آمد کا مقصد بہت خوفناک تھا۔ آپ لوگوں کو شاید معلوم نہیں کہ جہاں تک ایک دہشت گرد کی مدد سے یا ٹیڈج

ہم تیار کر رہا ہے یا ٹیڈج ہی ہم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اس حصر یہ کہ تمام تفصیلات اور اس دہشت گرد کے ساتھ گئے ہوئے معاہدے کی اصل کاپی اس ناٹ

میں موجود تھی۔ جسے مجرم نے اڑے مجرموں نے ایک نفسیاتی طریقہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے بازار میں بے حاشا ناٹنگ کی تاک ملک میں سسٹی پبل جانے پھر انہوں نے

ایک بک لوشنے کی کوشش کی۔ یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ سیکرٹ سروس اسی آئی ڈی کی توجہ اس طعنہ ہو جانے کہ یہ مجرم دراصل بک لوشنے والے ہیں چنانچہ

یہی ہر اہم سب کی توجہ بکوں کی طرف منتقل ہو گئی اور وہ اس دوران ناٹ لے اڑے مجرموں کا منصوبہ دراصل یہ تھا کہ اس منصوبہ کی تفصیلات حاصل کر کے اس کی مدد کو لڑا دیا جائے۔ جہاں یا ٹیڈج جن ہم تیار ہو رہا ہے دوسرے اس معاہدے کی تفصیلات اس ملک کو بھیج دی جائیں جس نے ان کی خدمات حاصل کی تھیں وہ ملک نہیں چاہتا تھا کہ پہلا اس دہشت گرد سے کوئی تعلق ہے دہشت گرد براہ راست سے نہیں آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس معاہدے کی تفصیلات ملک بوجھانے سے وہ دہشت گرد جہاں سے انکار کر دیتا اور دوسرا اس سے کوئی بین الاقوامی پیسہ لیں پڑ جاتی جہاں سے ملک کی خارجہ پالیسی کے لئے بے انتہا خطرناک ہوتی۔

ناٹ کے چوری ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ مجرم ٹیکوری کو تیار کریں گے چنانچہ ٹیکوری پر مخصوص انتظامات کر دیئے گئے لیکن مجرم میرے پکڑ میں پڑ گئے

انہوں نے سوچا کہ ٹیکوری کو تیار کرنے سے پہلے ایکسٹورٹ اور اس کی ٹیم کو ختم کر دیں گے تاکہ ٹیکوری کو تیار کرنے سے پہلے ایکسٹورٹ اور اس کی ٹیم ختم نہ کی گئی تو ٹیکوری

تیار کرنے میں انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس دوران انہوں نے تصویر کھینچ لی اور مندر کو لے اڑے سپرٹنڈنٹ فیاض چونکہ عمران کے فلیٹ آنا مانتا تھا اس لئے انہوں نے سپرٹنڈنٹ فیاض کو بھی اٹھا کر لیا۔

انہوں نے سمجھا کہ عمران یا تو خود ایکسٹورٹ ہے یا ایکسٹورٹ کو جانتا ہے اس لئے وہ

ایک ٹیڑھی آواز آئی۔

سب خاموش رہے۔

اد کے اودھائیڈال۔ ایکسٹوکی آھاذاآنی نید سوگی۔ اور ٹرانسپیر کا لیب بچھ گیا۔

سب لوگ عمران کے گرد ہونے لگے اور عمران انہیں اس ڈربے کے تعلق بتاتے

کاجس کی وجہ سے انہوں نے سکندر تک اس کا تعاقب کیا۔

یہ تو مجاہد کا دُشمن ہو گیا۔ صفحہ ۷ کے کما۔

اصل۔۔۔ اور یہ اس سلسلے۔۔۔۔۔ مجاہد گرو کی ایجاد ہے۔

عمران نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اور ایک دزدہ وار تعجب کرے میں گونج اٹھا۔

اپنے محبوب مصنف جناب اچیم اے ساجد کے قلم سے

ایک اور جنگامہ خیر جاسوسی ناول

ایکسٹوکاراز

عمران کے ملک میں جہم لینے والی ایک خوفناک اور لرزہ خیز کہانی

مفسر ایکنٹوکی حقیقت کا انکشاف کیا اس نے مرن کو ایکنٹوکی
خواہش مرق اعلیٰ طباعت قیمت پندرہ روپے

اعلیٰ طباعت قیمت پندرہ روپے

جمال بیاض :- لہہ ٹکڑے ملے

عمران کے پاس گئے اور پھر اتقانی سے عمران کی سٹیج سکیل جو زفت اور صدیقہ کی لپاکی
درجہ سے خود ان تک پہنچ گئے۔

دجہ سے خود ان تک پہنچ گئے۔

اب میں نے جویا کو چاہہ بنا کر آگے کیا وہ جانتے تھے کہ جویا عمران کی
ساتھی ہے وہاں سے جویا کو بھی ہٹا کر اور میں بھیجے یا میں جویا کا تعاقب
کرنا ہوا دیاں جا پہنچا۔ دیاں سے بھی مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے
کیونکہ ٹیکل نے دیاں سے جس کچھ لو جو اور دلیری اور بھرتی کا مظاہرہ کیا۔ وہ
قابلِ ذمہ دے دیاں سے مجرم بھاگ کر اپنی آمد دہ میں پہنچ گئے ہم ان کے
تواقب میں دیاں جا پہنچے اور پھر کافی جدوجہد کے بعد ان کے سربراہ کو پکڑنے
میں کامیاب ہو گئے مرنس کے سینے سے بندہ ہرے ایک واٹر پروف تیلے میں
سے وہ خالی بھی برآمد ہو گئی۔ اور اس کی لاش مذہبی پرہک کے دھوکے ساتھی بھی پکڑے
گئے اور دیاں اور اس کے غصے نے بھی نیا سن سے گرفتار کر لے اور اس طرح ٹیکل
نیاہ ہونے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور کس ختم ہو گیا۔ کوئی سوال"

ساتھی ہے دہانے جو یہاں کو بھی ہینڈ کو اڑ میں بھیج دیا میں جو یہاں کا تعاقب

کرتا ہوا دیاں جاپہنچا۔ دیاں سے بھی مجھ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے

کشتی ٹکیں نے وہاں سے جس کچھ بوجھ اور دیر اور بھرتی کا مظاہرہ کیا۔ وہ

قابلِ طاق ہے وہاں سے مجرم بھاگ کر اپنی آبدوز میں پہنچ گئے وہم ان کے
لنائب میں وہاں جا پہنچے اور کچھ کافی عرصہ کے لئے ان کو مارا بکھڑا

نہیں کامیاب ہو گئے۔ اس کے سینے سے بندھ ہوئے ایک دائرہ بردن تسلیم

وہ خائف بھی برآمد ہو گئی۔ اداس کی لٹنری کپڑوں پر ملک کے دکھ سکھ سناتا تھا جس کی ہر طرف سے

میں نے اور دیا اور اس کے غلطے بھی بنی اس نے گرفتار کر لے اور اس طرح فیکری

ہونے کی نیت ہی نہ آئی۔ اور کس ختم ہو گیا۔ کرنی سوال

سراپہ ستانی جیکہ کوارٹسے سند تک ان کا تقاب کے کیا ہے جبکہ ہم سے
ان کی کار جاکلی تھی۔

کریٹیں تشکیل دینے سے سوال کیا۔

یہ ایک جدید طرزِ تعاقب کا نتیجہ تھا جس کی تفصیلات عمران بھٹی نے بتا دی ہیں۔

۱۱ سوال۔

اعد کوئی سوال۔